هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

۳ مئی ۱۹۶۸ء



یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: "اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا (حاکم) مقرر کرکے بھیجا ہے تو ان سے فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو اولاً اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر اگر وہ اس چیز میں تیری اطاعت کریں تو ان کو بتلا دو کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ اس چیز کو بھی مان لیں تو پھر ان کو بتلا دو کہ اللہ رب العزت نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو تمہارے مالداروں سے لی جائے گی اور تم میں سے فقیروں کو دی جائے گی۔ (بخاری ومسلم نے اس روایت کو ذکر کیا)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو خدا کی جانب سے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ لوگوں سے قتال کروں۔ جب تک کہ وہ اس امر کا اقرار نہ کر لیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو وہ مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیں گے مگر اسلام کا حق ان پر باقی رہے گا اور ان کا حساب خدا کے حوالہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ؟" فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ، فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب میں سے جس نے کفر کرنا تھا کفر کیا (اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کا ارادہ کیا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیونکر قتال کرو گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہ ہو جائیں۔ پس جس نے یہ کلمہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور جان کو مجھ سے محفوظ کر لیا مگر اس کا حق اس کے ذمہ رہا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ بخدا میں اس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور بخدا اگر مجھ سے وہ اونٹ باندھنے کی رسّی بھی روکیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے قتال کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بخدا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ کے سینے کو قتال کے لئے کھول دیا۔ پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات ہی حق تھی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلائیے جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔

(بخاری ومسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۴ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۶۸ء | شمارہ ۵۲

لاہور کا رُخ کیجئے!

جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام مورخہ ۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء کو موچی دروازہ لاہور کے تاریخی باغ میں ایک عظیم الشان کانفرنس ہو رہی ہے جس میں ملک کے کونے کونے سے علماءِ حق کی ایک کثیر تعداد شریک ہو گی اور اس طرح مشرقی و مغربی پاکستان کے علماءِ کرام کو آپس میں مل بیٹھنے، ایک دوسرے کے خیالات سننے، دینی اقدار کے تحفظ و بقا اور اسلامی تعلیمات کو ملک میں جاری و ساری کرنے کے متعلق تدابیر سوچنے کا زرّیں موقع میسر آئے گا۔ اس وقت جب کہ بے حیائی و عریانی، فواحش و منکرات، بدکرداری و سیاہ کاری اور دیگر جرائم کی وارداتیں اپنے شباب پر ہیں، اجتہاد و ارتداد کے فتنے سر اٹھا رہے ہیں، کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور لادینیت کا طوفان اُمڈا ہوا چلا آ رہا ہے علماءِ اسلام کا اوّلین فرض ہے کہ وہ ان مفاسد کے سیلاب کو بند باندھنے، معاشرتی برائیوں کا قلع قمع کرنے اور دینِ حق کی نشر و اشاعت کے لئے تمام مادی نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر میدانِ عمل میں اُتریں اور دینی غیرت و حمیت اور اپنے منصب کی عظمت کا پھریرا چار دانگِ عالم میں لہرا دیں۔

محترم علماءِ قوم! آپ اللہ و رسول اور اسلام کے نام پر زندگی بسر کر رہے ہیں اور کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ آپ اپنی تمام مصلحتوں سے بالا ہو کر اور تمام فرقہ بندیوں اور اغراض سے قطع نظر کر کے محض اللہ سبحانہٗ کے بھروسہ پر، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و ناموس کی خاطر اور ملک و قوم کے تحفظ و بقاء کے لئے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور متحد و متفق ہو کر دین و وطن کے دشمنوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیں۔

قابلِ صد اکرام علماءِ عظام! آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم کے وارث اور منبر و محراب کی زینت ہیں۔ آپ کے دم قدم سے چمنستانِ اسلام لہلہا رہا ہے، آپ کی رگوں میں اسلاف کا خون دوڑ رہا ہے اور آپ اس ملک میں دینِ حق کے پشتیبان ہیں۔

دیکھنا! اُس عَلمِ نبویؐ کو کبھی سرنگوں نہ ہونے دینا جسے اس ملک میں علی ہجویریؒ، مجدد الف ثانیؒ اور خاندانِ ولی اللہیؒ نے لہرایا اور سربلند کیا تھا۔ اُس آن کو آنچ نہ آنے دینا جس کے مظہر قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ تھے — ہاں ہاں اُس پرچمِ حریت کو کبھی نہ جھکنے دینا جسے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اونچا کیا تھا اور اس کشتِ ملت کو کبھی خزاں اور بادِ سموم کے جھونکوں کی آغوش میں نہ جانے دینا جس کی آبیاری محدثِ عصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ اور شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنے خونِ جگر سے فرمائی ہے۔

دیکھئے عہد کر لیجئے کہ اُس شجرِ اسلام پر کسی کو کلہاڑا چلانے کی اجازت نہیں دی جائے گی جس کو قطب الاقطاب حضرت امروٹیؒ، امام الاولیاء حضرت دین پوریؒ، قطب العالم حضرت رائے پوری اور فنا فی التبلیغ، سید العارفین حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے تقویٰ و طہارت نے سینچا اور پروان چڑھایا ہے۔

علماءِ کرام کے علاوہ پاکستان کے ہر کلمہ گو مسلمان پر بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ملک اور دین کے حفظ و بقاء کے لئے علماءِ اسلام کا ہاتھ بٹائے اور رسول اللہ کا نام لیوا ہونے کی حیثیت سے رضاکارانہ اور والہانہ انداز میں آگے آئے اور تن من دھن اسلام پر نچھاور کرے۔ ہم مسلمان کے جذبۂ ملی سے آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ مشکلات کے پہاڑ سر پہ اٹھا سکتا ہے، مصائب و آلام خندہ پیشانی سے جھیل سکتا ہے حتیٰ کہ جان کی بازی ہار سکتا ہے مگر یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ دینِ خداوندی میں رائی برابر تحریف و ترمیم ہو یا کوئی شخص مملکت خداداد پاکستان سے غداری کرے یا اسے ٹیڑھی نظر سے دیکھے۔ اُس کو بس یہی تمنا اور آرزو رہتی ہے ؎

جو عدوئے باغ ہو برباد ہو
چاہے وہ گلچیں ہو یا صیاد ہو

برادرانِ اسلام! آپ کے جذبۂ ملی کے امتحان کا وقت آ پہنچا ہے۔ ملک و قوم کی آبرو، رسول اللہ فداہ ابی و امی کی عزت و ناموس، چاروں طرف پھیلی ہوئی لادینیت، بے حیائی اور جرائم کی وارداتیں آپ سے تقاضا کرتی ہیں کہ آپ دینِ حق کا علم تھامے ہوئے میدانِ عمل میں آئیں، معاشرہ کو برائیوں اور مفاسد سے پاک کرنے کا بیڑہ اٹھائیں اور ملک و قوم کی ترقی و تعمیر اور اسلام کی سربلندی کے لئے ہمہ تن وقف ہو جائیں۔

آئیے اس پروگرام کو عملی شکل دینے اور اس کا منصوبہ بنانے کے لئے موچی دروازہ لاہور میں ہونے والی سہ روزہ جمعیۃ علماءِ اسلام کانفرنس کا رُخ کریں اور اس طرح بڑھیں کہ لاہور اپنی تمام وسعتوں کے باوجود ۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء کو انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو اپنے اندر سمونے سے عاجز آ جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

علماءِ کرام اور خدمتِ خلق

(سیمینار بہاولپور)

مورخہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ اپریل کو جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے ہال میں علماءِ کرام اور خدمتِ خلق کے عنوان سے ایک عظیم سہ روزہ

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

جمعہ خطبہ

۲۷ر محرم الحرام ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶ر اپریل ۱۹۶۸ء

دوزخ سے بچنے کے لئے

حکیمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ نسخے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم :

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم :—

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ (پ۱۵ س الکہف ع۱ آیت ۶)

ترجمہ: پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کر دے گا۔ اگر یہ لوگ اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائے۔

بزرگانِ محترم! اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے غم میں بھی گھلے جاتے تھے اور ان کے قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ تھا کہ شاید اس غم میں آپؐ کی جان ہی ہلاک ہو جائے —— اندازہ فرمایئے! کسقدر شفقت ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خون کے پیاسوں پر بھی۔ اور جو ذات رحیم وکریم اپنے دشمنوں کو بھی جہنم سے آزاد کرانے کی تدبیروں میں مصروف ہو وہ اپنے ہی ماننے والوں کو جہنم میں جاتا کیونکر دیکھ سکتی ہے —— پس رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کے افراد کے لئے دوزخ سے نجات کے مختلف اوقات میں مختلف نسخے ارشاد فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند نسخے اس مختصر سی صحبت میں عرض کئے دیتا ہوں تاکہ اللہ تعالٰی ان انمول نسخوں کو استعمال کرنے کی برکت سے ہمیں جہنم کی آگ سے آزاد فرما دے۔ اور جنت کا وارث ٹھہرا دے۔

پہلا نسخہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یلج النار من بکی من خشیۃ اللّٰہ حتّٰی یعود اللبن فی الضرع ولا یجتمع علٰی عبد غبار فی سبیل اللّٰہ ودخان جہنّم (رواہ الترمذی)

ترجمہ: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا تا آنکہ دودھ اپنی جگہ پر لوٹ آئے (یعنی جس طرح دودھ اپنی جگہ پر کبھی نہیں لوٹ سکتا اسی طرح خوفِ خدا سے رونے والا دوزخ میں کبھی نہیں جا سکتا) اور کسی بندے پر دو چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی راہ میں غبار کا پڑنا اور دوزخ کا دھوآں۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے رونا، اس کی یاد اور ذکر میں محو ہونا، اپنے گناہوں پر نادم ہونا اور محبت الٰہی میں ڈوب کر میدانِ جہاد میں نکلنا دوزخ سے نجات کے ضامن ہیں اور ان خصوصیات کے ساتھ جہنم کی آگ اکٹھی نہیں ہو سکتی۔

دوسرا نسخہ

عن سھل بن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یضمن لی ما بین رجلیہ اضمن لہ الجنّۃ (رواہ البخاری)

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے لئے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور اپنے دو پاؤں والی چیز کا ضامن ہو جائے۔ میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہو جاتا ہوں۔

شرح یعنی جو شخص دو جبڑوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان کا ذمہ اٹھائے کہ میں اسے اللہ تعالٰی کی مرضی کے خلاف استعمال نہیں کرونگا اور دو پاؤں کے درمیان والی چیز یعنی شرم گاہ کا ذمہ اٹھا لے کہ میں اسے اللہ تعالٰی کی مرضی کے خلاف صرف نہیں کروں گا تو ایسے شخص کے بہشت میں داخلے کا ذمہ میں اٹھا لیتا ہوں۔

حاصل یہ ہے کہ جو شخص زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

تیسرا نسخہ

عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد افلح من اسلم ورزق کفافًا وقنعہ اللّٰہ بما اٰتاہ (رواہ مسلم)

ترجمہ: عبداللہ عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اس شخص نے (اللہ کے عذاب سے) نجات پائی جو اسلام لایا اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا۔ اور اللہ تعالٰی نے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مجلسِ ذکر ۱۹ر محرم الحرام ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۸ر اپریل ۱۹۶۸ء

مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کر کے جنّت حاصل کرنے کی ترغیب

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شکرِ نعمت

بزرگانِ محترم! سب سے پہلے اُس خالقِ اکبر کا بے حد و حساب شکر ہے جس نے ہم سب کو مل بیٹھ کر اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس مادے سے انسان کو اللہ نے تخلیق فرمایا اس کی تفصیل قرآن میں بار بار آئی ہے کہ کھنکتی ہوئی اور رسی ہوئی مٹی سے انسان کو بنایا گیا ہے۔

ہر انسان فطرتِ سلیم پر پیدا ہوتا ہے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ ط فَاَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور ہر بچہّ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا نصرانی، مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ ماں باپ تو اسے بعد میں بدلتے سلاتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ اسے فطرتِ اسلام، فطرتِ سلیم پر اور قدرت کے ضابطوں کے عین مطابق تخلیق فرماتے ہیں۔ اس کے بعد انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ ط اور اس سے بھی زیادہ ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے کہ ماں باپ جو چاہتے ہیں سو اپنی اولاد کے ساتھ کر ڈالتے ہیں۔ پھر عصبیت پیدا ہو جاتی ہے، عیسائیوں میں، ہندوؤں سکھوں میں، پھر اپنی دعوت کی طرف بلاتے ہیں۔

اللہ نے انسان کے لئے ہر چیز بنائی اور انسان کو صرف اپنے لئے بنایا۔

ان حالات میں اُس خالق کا یہ احسان ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَ اَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ ط (التوبہ ع۱۱۱) اللہ نے آپ کو، آپ کی اولاد کو، آپ کے مال و اموال کو، آپ کی ہر قسم کی توانائیوں اور ہر قسم کی جو اللہ نے آپ کو کمالات اور خوبیاں بخشی ہیں وہ جنّت کے بدلے میں اُس خالق نے آپ سے لے رکھی ہیں۔ مال، جان، آبرو، عزت، اولاد سب اُس خالق کی ہے، اُس کا دیا ہوا وقت، اس کی دی ہوئی زندگی، اُس کے دئیے ہوئے روپے پیسے، رزق یا اور بھی جو آپ کو وجاہت علم وغیرہ حاصل ہے، آپ کو اپنے نہیں، اس کے ضابطے کے مطابق صرف کرنے کا حق ہے۔ مثلاً آپ کے پاس دو آنے کی کاغذ کی کاپی ہے، چاہے آپ اس پر لکھیں یا ویسے ہی پھاڑ کے پھینک دیں، جلا دیں، کسی کو دے دیں، اُس پر قرآن لکھیں یا کچھ اور، بہرحال مالکِ مجازی کو حق پہنچتا ہے۔ اگر یہ مالکِ مجازی کو اختیار ہے تو پھر اس خالق نے جس نے اس کائنات کو آپ کے لئے بنایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (البقرۃ ۲۹) تو اس خالق نے آپ کو کیوں بھیجا؟ کس لئے پیدا کیا؟ وہ بھی اللہ تعالےٰ نے کہا ہے۔ اور اللہ کے پیغمبرؐ نے ہی آپ تک یہ پیغامِ حق پہنچایا ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے قرآن کے واسطے سے، قرآن کے اس ارشاد کے مطابق کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (الذاریات ع۵۶) یعنی آپ کو اللہ نے محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ

حضرت فرمایا کرتے تھے۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ (الانعام ع۹۵) اللہ کی قدرت کا اظہار اسی سے ہوتا ہے کہ نیک سے بد اور بد سے نیک، انڈے سے مرغی، مرغی سے انڈا، زندہ مرغی سے مردہ انڈا، مردہ انڈے کو خاص طریقے سے ہیٹ (HEAT) دی جائے، مرغی کے پروں کی یا بجلی کے ذریعے سے تو ایک بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی جائے تو پروان چڑھے گا، سینکڑوں مرغیاں، انڈے اس سے آپ لے سکتے ہیں۔ اسی طرح نیکی بھی یونہی پھیلتی ہے اور بدی بھی یونہی اپنا رنگ دنیا کے اندر دکھاتی ہے۔ سو خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو سلسلۂ خیر کی کڑی بنے۔ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو سلسلۂ شر کی کڑی بنے۔

شکر کی توضیح حضرتؒ کے الفاظ میں

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ٥ (ابراہیم) جتنا شکر ادا کریں گے تو اللہ تعالےٰ بڑھا کے نعمتیں دیں گے۔ کفرانِ نعمت کریں گے تو سابقہ بھی چھن جائیں گی۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے شکر یہ نہیں کہ صرف زبان سے کہہ دے کہ یا اللہ! شکر ہے تو نے زندگی دی، یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے کھانے کو دیا۔ ہر چیز کا شکر اس کے حسبِ حال ہونا چاہیے۔ مثلاً اللہ نے اولاد دی، اس کا شکر یہ ہے اگر لڑکا ہے تو دو اور لڑکی ہے تو ایک جانور عقیقہ کا کر دے۔ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں اور جب اس قابل ہو جائیں دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ

دینی تعلیم بھی دلائی جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اگر دولت بخشی ہے تو زکوٰۃ، حج اور صدقات سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، صحت دی ہے تو روزہ، نماز، جہاد وغیرہ سے شکر کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہے

انسان کتنا ہی غدار، نافرمان اور دین کا مخالف کیوں نہ ہو اگر سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے۔ اُسے معافی مانگنے والا پسند ہے کبیرہ بھی معاف کر دیتے ہیں صغیرہ بھی، اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔ وہ اپنے بندوں پہ بہت مہربان ہے۔ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ۔

روح اور جسم کے تقاضے

جس طرح انسان علم کی بھٹی میں پڑ کر کندن ہو جاتا ہے، جانور سے وہ ایک مہذب اور شائستہ انسان بن جاتا ہے۔ اسی طرح انسان روح اور جسم سے مرکب ہے، روح کو تو عالم بالا کی غذا ہی راس آ سکتی ہے۔ اس مادی دنیا میں اور فسق و فجور کی دنیا میں، معصیت کی دنیا کے اندر، یہ جو گاجریں، مولیاں، پھل پھلواریاں، گوشت، سبزیاں وغیرہ آپ کھاتے ہیں، یہ اُس جسم کے ارتقاء اور ترقی کے لئے کافی ہیں لیکن نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اصلاح قلب کے لئے ہیں، طمانیتِ قلوب کے لئے ہیں یہ روح کی غذا ہے۔

ہر صاحبِ ایمان
گناہوں کی سزا بھگت کر داخلِ جنت ہوگا

اُس خالق نے جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اُس مقصد کو اگر آپ ہاتھ میں لیتے ہیں، آپ کا دل گواہی دے گا کہ ع

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

اور اگر اس مقصدِ حیات کو بھول جاتے ہیں تو آپ کی ضمیر آپ کو ملامت کرے گی کہ تجھے کرنا کیا چاہئے تھا، تو نے کر کیا دیا؟ مثلاً ایک جج ہے یا بیرسٹر ہے وہ قانون شکنی کرتا ہے دنیا لاکھ دفعہ اُسے ملامت کریگی اور کہے گی کہ اگر کوئی ایسا ویسا جاہل مجہول اس قسم کی حرکت کرتا تو معذور تھا لیکن تم قانون کے اتنے بڑے ماہر ہو کر، اتنا تم پر اعتماد کیا جاتا ہے اور تم نے اس اعتماد کو یوں دھکا لگایا! اسی طرح مسلمان توحید کا علمبردار ہے، دینِ حق کا وفادار ہے۔ لیکن اگر اس میں خامی، کمزوری ہے تو اللہ تعالیٰ آج اُسے صحیح فرما دے تو بہتر ہے اگر اس کی کرتوتوں کی وجہ سے مہلت دے دی جائے، چھوڑ دیا جائے، ہو سکتا ہے کہ وہ جہنم رسید ہو جائے۔ پھر بھی اگر ایمان پر خاتمہ ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے، اپنی سزا بھگتنے کے بعد نکل ضرور آئیگا لیکن اگر مشرک، کافر ہے تو نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں مثال کے لئے کہا کرتا ہوں کہ کسی نے قتل کیا تو پھانسی ہی لگتا ہے، واپس آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی نے کسی کی چوری کر لی، کوئی اور غلط حرکت کر لی، جیل جائے گا، چند ماہ کی سزا کے بعد واپس آ جائے گا۔ ایسے ہی انسان کے صغائر ہیں ان پر اگر پکڑ ہوئی بھی تو چند لمحات کے بعد، چند اوقات کے بعد، جس کو بھی کلمہ کی توفیق ہوئی ہے اللہ تعالیٰ حضورؐ کی شفاعت سے بالآخر جنت میں لے ہی آئیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالیوم الآخر اس کا کامل ہو۔ اور اسی کے مطابق عمل ہو اگر کوتاہی ہو جائے تو انسان کہہ سکتا ہے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اللہ تعالیٰ رگِ گلو سے بھی قریب ہے

اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے وہ ہمارے ہر عمل ہر ارادے سے باخبر ہے وہ بہت قریب ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ق ۱۶) ہم اس سے اس کی رگِ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ (البقرہ ۱۸۶) آپ سے پوچھتے ہیں میں دور ہوں یا قریب، بلند آواز سے پکاریں یا آہستہ۔ تو آپؐ بتا دیجئے فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، جب کوئی بلاتا ہے، پکارتا ہے، ہم تو اس کے دل کے پاس ہیں۔ ع

دل کو نہ توڑیئے یہ خدا کا مقام ہے

خدا ہر جگہ موجود ہے ہر شئے اس کے علم میں ہے کوئی مقام اس سے پوشیدہ نہیں جدھر آپ نظر اٹھائیں گے ادھر اس کو پائیں گے ع

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

اس کی قدرت کے کرشمے جو آپ کو نظر آتے ہیں وہ زبانِ حال سے اُس وجود کی گواہی دے رہے ہیں ؎

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہٗ لاشریک گوید

اولاد کی صحیح تربیت کیجئے

اپنے بچوں کی صحیح تربیت ہم سب کا فرض ہے۔ دینی تعلیم دلانا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ اگر ہم نے اپنی اولاد کو صحیح راستہ پر نہ لگایا تو پھر قیامت کے دن جب وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں ڈالیں گے وہ کہیں گے یا اللہ! ہمارے ماں باپ کو پہلے بھیج اور بڑی سے بڑی لعنت اور عذاب ان کو دے کیونکہ انہوں نے ہمیں جہنم کا راستہ دکھایا اور جنت کا راہ نہ دکھایا۔

اللہ والوں کی سنگت کے ثمرات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ گمراہوں کی جماعت میں بیٹھنے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر رہو، تنہا بیٹھنے سے بہتر یہ ہے کہ اللہ والوں کی سنگت اور یاری کو تلاش کرو، ذاکروں کے ساتھ بیٹھو، غافلوں میں نہ بیٹھو۔ تو اب جو ذاکروں کے پاس بیٹھے ہوں گے تو حضرتؒ حدیث کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے کہ فرشتے آتے ہیں اور پکارتے ہیں دیکھئے دیکھئے یہ لوگ بیٹھے ہیں جن کی تلاش میں ہم نکلے ہوتے ہیں۔ وہ آ جاتے ہیں تو پھر جب اللہ تعالیٰ ان ذاکروں کی جماعت کو انعام سے نوازتے ہیں تو جو لوگ ان کو ملنے کے لئے قریب میں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

قرآن حکیم اور اس کی دعوت

پروفیسر محمد فاروق ایم۔ اے

گزشتہ سے پیوستہ

اب ہم آپ کے سامنے موروثی دین کی الٰہی کتاب کے آخری ایڈیشن یعنی قرآن مجید کی تدوین یا جمع و ترتیب کی واقعی سرگزشت کے متعلق ایک اجمالی خاکہ پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن کی کتابی صحت و صداقت پر دلیل ہو۔

قرآن کی صداقت پر شہادتوں کا ایک سلسلہ تو وہ ہے جو خود اس کتاب کے اندر موجود ہے۔ اور دوسرا سلسلہ ان تاریخی روایات کا ہے جن سے اس کتاب کی جمع و ترتیب کے حالات جاننے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اب ہم اندرونی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں۔ دنیا کی ان تمام کتابوں میں جنہیں قومیں خدا کی طرف منسوب کرتی ہیں قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے متعلقہ سوالات کے جوابات کے لئے خود کفیل ہونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تاریخی روایات کا جو ذخیرہ قرآن کے جمع و ترتیب کے متعلق پایا جاتا ہے۔ اگر یہ ذخیرہ نہ بھی پایا جاتا جب بھی اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کے متعلقہ سوالات کے جوابوں کو ہم خود قرآن ہی میں پا سکتے ہیں۔ اس کتاب کا نازل کرنے والا کون ہے۔ کس پر نازل ہوئی۔ کس لئے نازل ہوئی چونکہ یہ قرآن کی عام باتیں ہیں۔ اگرچہ دوسری سماوی کتابوں میں ان سوالوں تک کا بھی جواب نہیں ملتا۔ ہم ان سوالوں پر بحث کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے قرآن کی اندرونی شہادتوں کی روشنی میں اس وقت صرف حسب ذیل سوالوں کے جوابوں کو پیش کرتے ہیں۔

۱۔ قرآن کی ابتدائی حالت کیا تھی۔ بالفاظ دیگر جیسے عموماً خدا کی طرف منسوب ہونے والی دوسری کتابوں کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً زبانی یادداشتوں، گیتوں اور بھجنوں کی شکل میں رہ رہیں اور صدیوں بعد قلمبند ہوئیں۔ اس باب میں قرآن کا کیا حال ہے۔ اس سوال کے حل کے لئے ہمیں زیادہ ورق گردانی کی بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ قرآن کی پہلی سورہ بقرہ ہی کی پہلی آیت ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (یہ ایک نوشتہ ہے جس میں شک نہیں۔ اسی فقرہ میں اس سوال کا جواب موجود ہے یعنی خود کتاب کا لفظ جس کے معنی نوشتہ اور لکھی ہوئی چیز کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیش کرنے والا ابتداء ہی سے اس کو نوشتہ اور مکتوبہ شکل ہی میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ پھر کتاب یا نوشتہ کا یہ لفظ کچھ اسی ایک مقام پر استعمال نہیں ہوا ہے۔ قرآن پڑھیے تقریباً ہر بڑی سورت میں کتاب یا نوشتہ ہونے کی اس تعبیر کا مسلسل ذکر آپ کو ملتا چلا جائے گا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ منکرین عرب کا یہ فقرہ جو قرآن میں نقل کیا گیا ہے یعنی وہ کہا کرتے تھے اِكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ لکھ لیا ہے اس شخص نے یعنی پیغمبر نے اس کو یعنی قرآن کو پس وہی پڑھا جاتا ہے اس پر صبح و شام۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی کتابت اور لکھا ہونا ایک عام اور پھیلی ہوئی بات تھی جسے وہ بھی جانتے تھے۔ جنہوں نے اب تک اس کو خدا کی کتاب بھی نہیں مانا تھا۔

ماسوا اس کے اس کتاب یا نوشتے کے متعلق اس قسم کے ذیلی سوالات یعنی قرآن کس چیز پر لکھا جاتا تھا۔ پیغمبر تو خود اُمی یعنی لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھے۔ پھر کن لوگوں سے اس کو لکھواتے تھے۔ آپ چاہیں تو ان سوالات کے جوابوں کو بھی قرآن ہی میں تلاش کر کے پا سکتے ہیں۔ مثلاً پہلا سوال یعنی قرآن کس چیز پر لکھا جاتا تھا۔ اس کے لئے قرآن ہی میں پڑھیے۔ وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ قسم ہے کوہ طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی۔ جو باریک جھلی کھلی ہوئی پر لکھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے۔ رق ایک خاص قسم کی باریک جھلی کو کہتے ہیں جو لکھنے کے کام کے لئے تیار کی جاتی تھی۔ انگریزی میں جسے Perchemint ہیں۔ اور قدیم زمانہ کی تورات و انجیل وغیرہ جیسی کتابیں اسی پر لکھی ہوئی اب بھی ملتی ہیں۔ قرآن یہ اطلاع دیتا ہے کہ اس کی کتابت بھی رق پر ہی ہے۔ پھر یہی نہیں کہ قرآن ان صحیفوں میں لکھا جا رہا تھا۔ بلکہ اس کے لکھنے والوں کی ان اعلیٰ خصوصیات کا بھی اظہار کیا گیا۔ جن میں صحت نویسی کی ضمانت پوشیدہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ (قرآن) صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ ایسے صحیفے جو مکرم و محترم ہیں۔ پاک ہیں۔ لکھے ہوتے ہیں ہاتھوں سے ان لکھنے والوں کے جو بڑے بزرگ اور پاکباز لوگ ہیں۔ پھر خود قرآن نے اپنے آپ کو ایک ایسی نوشتہ اور مکتوبہ شکل میں پیش کیا ہے جس کے مس اور چھوئے جانے کے آداب بھی مقرر کئے جا رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ نہ چھوئیں اس قرآن کو مگر وہ ہی لوگ جو پاک ہوں۔ اگر قرآن محض زبانی یادداشت کی شکل ہی میں تھا تو پھر اس کے مس و چھوئے جانے کا تصور بھی ناممکن تھا۔

علاوہ کتابی قالب میں محفوظ ہونے کے قرآن اہل علم مسلمانوں کے سینوں میں بھی محفوظ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کہ صبح و شام ان کا مشغلہ اپنے یاد کئے ہوئے قرآن کا اعادہ اور تکرار تھا۔ ارشاد ہوتا ہے پڑھتے ہیں اللہ کی آیتوں کو رات میں بھی اور دن میں بھی۔ بلکہ قرآن کے تدریجی یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کی وجہ بھی بیان کی گئی۔ یہ کہ پیغمبر کو نزول کے اسی تدریجی طریقے سے کتاب اللہ کو زبانی یاد کرنے میں سہولت حاصل ہو سکتی تھی۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی "قرآن شریف" کے زبانی یاد کرانے کی تدبیر بھی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ قرآن جس کی آیتوں کو جدا جدا کر کے ہم نے اتارا (یہ اس لئے کیا گیا) تا کہ لوگوں پر وقفہ کے ساتھ اس کتاب کو تم پڑھو۔

قرآن حکیم کی ان اندرونی شہادتوں کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کتاب کی حفاظت کا سامان کتابۃ وحفظا یعنی لکھ کر اور زبانی یاد کر کے جو کیا گیا تھا۔ اس کے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت ہے۔ خود قرآن سے

معلوم ہوتا ہے کہ قدرت خود اس کتاب کے محفوظ کرنے کا سامان اس حد تک کر چکی تھی کہ دوسری آسمانی کتابوں کے ساتھ مختلف حوادث و واقعات جو پیش آتے رہے ان کا قطعی طور پر شروع ہی میں انسداد کر دیا گیا تھا۔ یہ ایک ناقابلِ انکار تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو جن خصوصیتوں کے ساتھ دنیا کے حوالے کیا تھا۔ ابتداء سے اس وقت تک بغیر ادنیٰ تغییر و تبدل اور سر مو تفاوت کے وہ اسی طرح نسلاً بعد نسل کروڑ ہا مسلمانوں میں منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔ کہ سال دو سال تو خیر بڑی بات ہے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ قرآن مسلمانوں سے کبھی جدا ہوا اور نہ ہی مسلمان قرآن سے۔ اور اب تو طباعت و اشاعت وغیرہ کے لامحدود ذرائع کی پیدائش کا نتیجہ یہ ہو چکا ہے کہ میر و غالب کی غزلوں یا اسی قسم کی دوسری ادبی چیزوں کو بھی کوئی دنیا سے نہیں مٹا سکتا۔ چہ جائیکہ قرآن کے مٹنے مٹانے کا تصور بھی کوئی ذہن میں لائے۔

اس وقت تک ہم نے قرآن کی انہی اندرونی شہادتوں کا ذکر کیا ہے جس کے نتائج اور مفاد کو وہ بھی مانتے ہیں جنہوں نے اب تک اس کتاب کو خدا کی کتاب تسلیم نہیں کیا ہے۔ باقی قرآن جن کے نزدیک خدا کی کتاب ہے ان کے لئے تو اس سلسلہ میں خود قرآن ہی نے کسی قسم کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ قرآن میں نہ سامنے سے الباطل کے گھسنے کی گنجائش ہے اور نہ پیچھے سے۔ اس کا حال یہی ہے کہ الباطل (یعنی قرآن کا جو جز نہیں ہے) اس کے لئے خدا نے ذمہ داری لے لی ہے کہ چاہنے والے کسی راستے سے بھی چاہیں کہ قرآن میں اس کو داخل کر دیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے کہ ان الفاظ کو خدا کے الفاظ جو تسلیم کر چکا ہے کیا وہ اپنے آپ کو مسلمان باقی رکھ سکتا ہے۔ اگر کسی لفظ یا شوشہ تک کے اضافے کا قرآن میں وہ تصور کرے۔

اور جو حال قرآن میں اضافہ نہ کر سکنے کا ہے بعینہٖ یہی کیفیت اس میں کمی کی بھی ہے۔ مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں سورہ ان علینا جمعہ و قرآنہ ثم ان علینا بیانہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اگرچہ نئے مگر بالکل صحیح نتائج پیدا کئے ہیں۔ مولانا کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا اتارنے والا خدائے ذوالجلال جب خود فرماتا ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ، قطعاً ہم پر قرآن کے جمع رکھنے کی ذمہ داری ہے تو اس کی صورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے کہ قرآن میں جن چیزوں کو خدا جمع کر چکا ہے ان کو قرآن سے کوئی نکال دے یا اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ اس کے بعد اگر غور کیا جائے تو قرآن کے لفظ کا اضافہ جَمْعَہٗ کے بعد بلا وجہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ غور کرنے سے نظر آتا ہے کہ بعض پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کے ازالے کا اس میں سامان مل سکتا ہے۔ سوال ہو سکتا تھا کہ صرف جمع کرنے اور باقی رکھنے کی ذمہ داری اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ کے الفاظ سے لی گئی ہے۔ جس کا فائدہ یہی ہو سکتا تھا کہ قرآن کے کسی جزو کو خدا غائب نہ ہونے دے گا۔ اور قرآن دنیا میں اپنے تمام اجزاء کے ساتھ رہتی دنیا تک موجود رہے گا۔ لیکن اسی دنیا میں بیسیوں کتابیں ایسی ہیں جن کا پڑھنے والا اب کوئی باقی نہیں رہا۔ ایسی صورت میں کتاب کا دنیا میں رہنا نہ رہنا دونوں باتیں برابر ہیں۔ اب اگر سوچئے تو اس خطرے کا جواب قرآنہ کے لفظ میں آپ پا سکتے ہیں۔ یعنی اس کی بھی ذمہ داری قرآن کے لفظ سے لی گئی کہ قیامت تک اس کتاب کے پڑھنے والوں کو خدا پیدا کرتا رہے گا اور اس وقت تک یہ ذمہ داری جیسا کہ دنیا دیکھ رہی ہے خدا پوری کر رہا ہے۔ آخر اس قرآن کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جیسے قرآنی اجزاء کے جمع رکھنے کی ذمہ داری بھی حق تعالیٰ نے لی ہے۔ اسی طرح اس کتاب کے پڑھنے پڑھانے کا ذمہ دار بھی وہ خود ہی ہے۔ آگے سوال ہو سکتا تھا کہ پڑھنے والے بھی باقی رہیں لیکن سمجھنے اور سمجھانے والے اگر غائب ہو جائیں۔ تو اس وقت بھی کتاب کا افادہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً آج ویدوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ ان کی زبان اتنی پرانی ہو چکی ہے کہ لغت کی مدد سے اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ اس وسوے کی حفاظت ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ پھر ہم ہی پر ہے اس کا بیان بھی۔ کے الفاظ میں آپ پا سکتے ہیں۔ آخر جس کتاب کے معانی و مطالب کے بیان و تشریح کی ذمہ داری اس خدا نے لی ہو جس کا وجود ماضی و مستقبل سب سے مساوی تعلق رکھتا ہے۔ تو کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اپنی اس ذمہ داری کو تاریخ کے ہر دور میں کیوں پوری نہ فرمائے گا۔ قرآن سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے اور یہی دیکھا بھی جا رہا ہے کہ ہر زمانے کے اقتضا کے مطابق قرآنی معانی و مطالب کی تشریح و تفسیر کرنے والے مسلسل چلے آرہے ہیں۔ در اصل انہیں تفصیلات کا اجمالاً ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ہم ہی نے اس ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی قطعاً حفاظت کرنے والے ہیں۔ بعض لوگ قرآن کی ایک Term یعنی لفظ جاہلیت کے اصطلاحی معنی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس مغالطے میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جاہلیت کے اس دور میں قرآن کی کتابت کے امکان کی صورت ہی کیا تھی۔ انہوں نے یقین کر لیا ہے کہ عرب میں نہ لکھنے والے پائے جاتے تھے اور نہ ہی لکھنے پڑھنے کا سامان اس ملک میں موجود تھا۔ مگر افسوس معترضین کا یہ گروہ صرف قرآن ہی کا مطالعہ کر لیتا تو اس کتاب میں بار بار رق، قرطاس، صحیفہ، صحف، قلم، زبر، الواح، مداد، اسفار، کتب وغیرہ الغرض ایسی ساری چیزیں جن کا عموماً نوشت و خواند سے تعلق ہے کے ذکر سے قرآن کو بھرا پڑا پاتے۔ یہ تو لکھنے پڑھنے کے سامان کا حال ہے۔ باقی رہا لکھنے والے سو حیرت ہوا ہے کہ عرب کے اس زمانے کے باشندوں کی طرف قرآن ہی میں ارشاد ہوتا ہے۔ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وہ لوگ کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ خدا کے پاس سے آئی ہوئی کتاب ہے۔ پھر لین دین کے جس قانون کا طویل بیان سورہ بقرہ کے آخر میں پایا جاتا ہے۔ اور تاکید کے ساتھ قرضی معاملات کے لکھنے کا اصرار قرآن نے جو کیا ہے سوچنا چاہئے کہ ان امور کا انتہا ان لوگوں کی طرف کسی حیثیت سے بھی ہو سکتا ہے۔ جو نوشت و خواند سے قطعاً بیگانہ اور ناآشنا ہوں۔

(باقی صـ ۱۲ پر)

یکے از علمائے حق

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

(مولوی) محمد سعید ہزاروی - ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ الطلباء

دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو خود کو انبیاء علیہم السلام کا وارث اور علماء کہلوانے کے باوجود اظہار حق سے ہمیشہ کتراتے ہیں۔ جنہیں جان ایمان سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ جنکا ذریعۂ معاش کتمانِ حق کے سوا کچھ نہیں ہوتا جو چمنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پائمال ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں مگر آواز نہیں نکالتے جو اپنے نفع کی خاطر خدا اور رسولؐ کے فرمان کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ تو شرم و حیاء کا دامن چھوڑ کر بڑے فخر سے یہ کہتے ہیں "کہ اگرچہ حق یونہی ہے مگر مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ نہ کہا جائے۔ کبھی کہتے ہیں کہ فلاں فلاں عمل بدعات و منکرات میں سے ہے۔ مگر عوام میں مدت سے رائج ہے۔ اگر حق گوئی سے کام لیا تو اور بگڑ جائیں گے۔ غرضیکہ سکوتِ عن الحق جیسے جرم عظیم کے جواز کے لئے خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر طرح طرح کی تاویلیں گھڑنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ ؎

نفس میں جو ناروا خواہش ہوئی پیدا کبھی
اس کے حیلے دل سے گھڑ گھڑ کر روا کرتا رہا

ٹھیک اسی طرح سنت خداوندی کے مطابق دنیا میں ایسے حضرات بھی موجود رہے ہیں۔ جو خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کے صحیح مصداق ہوں۔ جنہیں اظہار حق سے نہ سلاطین جور کے درہم و دینار نہ انگریزوں کی گولیاں و جیل خانے اور نہ ہی علماء سوء کے فتوے و بہتان تراشیاں باز رکھ سکنے میں کامیاب ہوئے ہوں۔ منبر و محراب کے علاوہ عدالتوں میں پھانسی کے تختوں پر، گولیوں کے سامنے جابر و ظالم سلاطین کے درباروں میں تنگ و تاریک جیل خانوں میں راست گوئی اور فرض منصبی کی ادائیگی سے کبھی گریز نہیں کرتے۔ جو حق و باطل کا فرق ہر جگہ اور ہر ایک کے سامنے ظاہر کرنا اپنا اولین فرض جانتے ہیں۔ جن کے ولولۂ حق کو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ جن کے قلوب خوف غیر اللہ سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔ جو ہر طرح کی مشکلات و مصائب کی پرواہ کئے بغیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

اس برصغیر پاک و ہند میں ان صفات کے حامل علماء دین کی ایک طویل تاریخ چلی آ رہی ہے۔ شہنشاہ اکبر کے دور پر فتن میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے برملا "کلمۂ حق" کا علم بلند کیا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ایک قافلہ بعد کی تاریخوں میں مرتب ہوتا رہا ہے۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس قافلہ کی علمی فکری اور تنظیمی قیادت کو استوار کیا اور ان کے فرزند گرامی امام العلماء حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے بیک وقت قلم و سیف سے جہاد کرنے والی جماعت علماء تیار کر دی۔ جس کی قربانیوں اور رہ گذاروں کے نشانات بالاکوٹ کے میدان سے مالٹا کے جزیروں تک دیکھے جا سکتے ہیں۔ برطانوی دورِ تغلب میں جہاد حق کی اس امانت کے وارث علماء دیوبند ہوئے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی، حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے اکابر علماء دیوبند نے انگریزی حکومت کے جابرانہ عزائم کے علی الرغم دین و سیاست کے ہر میدان میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی بیش بہا و ناقابل فراموش خدمات سر انجام دیں۔ انگریز جیسی جابر و شاطر قوم کے ان عزائم و منصوبوں کو ناکام بنا دیا جو وہ اسلام اور اہل اسلام کے مٹانے کے لئے روبہ عمل لانے میں مصروف تھی۔

ان مذکورۃ الصدر حضرات علماء میں حضرت شیخ التفسیرؒ سب سے آخر میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ آپ جس وقت لاہور تشریف لائے اس زمانہ میں ہر طرف بدعات اور گندے رسومات کا چرچا تھا۔ چاروں طرف ظلم و تعدی کے جھکڑ چل رہے تھے۔ بے حیائی اور عریانی حد سے بڑھ گئی تھی۔ چغل خوری، رشوت اور غیبت عام تھی۔ آپ نے یہاں آکر بھٹکے ہوئے انسانوں کی سیدھے راہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔ شرک و بدعت کی سرعام تردید فرمائی۔ باقاعدہ درس قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ کی حق گوئی و بیباکی کے باعث بہت سے سرکش اور گمراہ انسانوں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کی۔ آپ کو درس قرآن اور شرک و بدعت کی تردید سے باز رکھنے کی سر توڑ کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ قتل پر بھی آمادہ ہوئے مگر "خدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے"۔

آپ ہر تکلیف کا پورے صبر و استقلال سے مقابلہ کرتے رہے اور دین قیم کی خدمت و اشاعت میں برابر کوشاں رہے آپ کو یقین تھا کہ ؎

کسی روز پھونک دیں گے خس و خار شرک و باطل
میرے برق پاش نالے میری شعلہ بار آہیں

اور ایسا ہی ہوا۔ حق تعالیٰ نے ہر مقام پر آپ کی نصرت فرمائی۔ آپ کے دشمن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ آپ کو ستانے والے خائب و خاسر اور ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔ آپ کا جاری کردہ درسِ قرآن آج تک جاری ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے وصال کے روز بھی اس کا ناغہ نہ ہوا۔ انشاء اللہ یہ درس ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور ضابطۂ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا کے مطابق آپ کو ہمیشہ اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔

آج گو حضرت شیخ التفسیرؒ کی ذات گرامی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے مگر آپ اپنے شاندار و بے مثل کارناموں کے باعث ہمیں ہمیشہ یاد رہیں گے۔ جن لوگوں کی زندگیاں اللہ کے دین کی اشاعت میں گذریں وہ حیات ابدی حاصل کر چکے اور ممکن نہیں کہ ان کا نام مٹ جائے۔ جس طرح فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت شیخ الہندؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اس طرح دیگر بہت سے حضرات اپنے لاثانی کردار کے باعث زندگی جاوداں پا گئے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے حضرت، مولانا سندھی کے تلمیذ عزیز اور ان کے تحریک جہاد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی آخری کڑی شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہ زندگی حاصل ہے جو کبھی ختم نہ ہو گی ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما!

خلاصہ یہ کہ آپ نے اپنی تمام عمر قرآنِ کریم کی تعلیم و تعلم میں صرف فرما کر خود کو خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ کا صحیح مصداق بنایا۔

خدمت قرآن ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کی نمازِ جنازہ میں اس کثرت سے لوگ شریک ہوئے کہ اس سے قبل کبھی اس قدر لوگ جنازہ میں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر وہ لوگ ہونگے جو تقویٰ اختیار کرینگے

حضرت مولانا سید حامد میاں مد ظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور : مرتبہ: محمود احمد عارف

وَعَنْ معاذ بن جبل رضؓ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا (رواہ احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن (کا عامل بنا کر) بھیجا، تو اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایات فرماتے ہوئے مدینہ شریف سے باہر (تک) تشریف لے گئے — حضرت معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حکم سے) سوار تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر ان کی سواری کے نیچے پیدل تشریف لے جا رہے تھے۔ (حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُترنا چاہا تھا لیکن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ یہ بعض دوسری روایات میں آتا ہے) جب آپؐ ہدایات دے کر فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ اے معاذ! (مجھے) اندیشہ ہے کہ تم مجھ سے اس سال کے بعد نہ مل سکو گے اور شاید (آئندہ) تم میری اس مسجد اور قبر (مبارک) ہی سے گذرو گے — تو (یہ سن کر) حضرت معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے خیال سے بلک بلک کر رونے لگے — (کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلی ہوئی بات ویسی ہی ہوتی ہے جیسے فرما دیں اس لئے ان کی طبیعت پر سخت اثر ہوا۔ اور خوب دل کھول کر روئے)

پھر (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ (انور) مدینہ شریف کی طرف کر لیا اور فرمایا میرے قریب تر وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اختیار کریں جو بھی ہوں، اور جہاں بھی ہوں —

یعنی اس حدیث شریف میں یہ بتلایا گیا کہ قرب رسالتؐ کا مدار تقویٰ پر ہے — جو جتنا متقی ہو گا وہ اتنا ہی قریب ہو گا — یہ ضروری نہیں کہ مدینہ منورہ میں دفن ہو تو قرب نصیب ہو — ورنہ نہ ہو — بعض لوگ مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار میں دفن ہونے کے باوجود قرب رسالتؐ سے محروم ہیں — جیسے ابوجہل، ابولہب، عبداللہ ابن ابی کیونکہ یہ اہل تقویٰ میں سے نہ تھے — یہ لوگ رسالتمآبؐ کے بدترین دشمن تھے — آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ان پر احسان کرتے تھے اور یہ بدبخت آپؐ کو ستانے کے درپے رہتے تھے — انہوں نے اپنی زندگیاں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہی میں گذار دیں — اس لئے یہ قریب ہونے کے باوجود دور ہیں —

قرب کے حصول کا مدار جسمانی طور پر نزدیک ہونا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے میں سے کوئی بھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف نہ لے جاتے کیونکہ انہیں آقائے کلؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہ تھی — حالانکہ بہت سے صحابہ نے جہاد وغیرہ کے لئے مدینہ منورہ کو چھوڑا —

تو جو اطاعت اور اخلاص میں آگے ہو گا وہی قرب میں بھی آگے ہو گا چاہے کتنا دور کیوں نہ رہتا ہو اور کسی بھی ملک میں مدفون کیوں نہ ہو —

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آخری چیز ایسی عجیب ارشاد فرمائی کہ حضرت معاذؓ کو جس کام کے لئے بھیجا گیا اس میں حضرت معاذؓ دل سے لگے رہے ہوں گے کیونکہ وہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کے خواہش مند تھے۔ جو آپؐ کی اطاعت پر موقوف ہے نہ کہ ساتھ رہنے پر —

یہ معلوم رہے کہ صحابہ کرامؓ کو ساتھ رہنے کا ثواب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کا ثواب سفر جہاد میں یا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کے حکم سے جاتے تھے برابر ملتا رہتا تھا — گویا جب صحابہ کرام مدینہ منورہ سے باہر جاتے تو انہیں مدینہ شریف میں رہنے کا ثواب بھی ملتا اور باہر جہاد وغیرہ پر جانے کا بھی — جیسے آج کل افسران کو جب وہ سرکاری کام پر جاتے ہیں تو تنخواہ تو ملتی ہی ہے، اور بہت کچھ اور بھی ملتا ہے — اسی لئے تو صحابہ کرامؓ باہر جاتے تھے ورنہ مدینہ شریف سے باہر کون جاتا؟ —

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھدار عاشق تھے اس لئے انہوں نے مرضئ محبوب کو اپنی خواہش پر ترجیح دی اور سفر پر روانہ ہو گئے — ورنہ کون عاشق ہو گا جو ایسی باتیں (کہ شاید تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکو) سن کر محبوب سے جدا ہو —

اس حدیث شریف میں اور استعمال ہوئے ہیں ان کا ترجمہ پسندیدہ کام میں امید کے معنی ملحوظ رکھ کر کرنا چاہئے اور ناپسندیدہ چیزوں میں "ڈر" کے معنی ملحوظ رکھ کر — رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ دنیا سے رخصت ہونا اور لقاء اللہ پسند تھی اس لئے یہاں ترجمہ "امید" سے بھی ہو سکتا ہے —

دعائے صحت

بعض دوستوں کی زبانی پتہ چلا ہے کہ ملک کے مشہور طبیب، معروف سیاسی لیڈر اور طبی بورڈ کے رکن محترم المقام حکیم عبدالسلام ہزاروی چند دنوں سے سخت بیمار ہیں — ادارہ خدام الدین دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس درد دل رکھنے والے مرد مومن کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی آفات بلیات سے محفوظ رکھے — آمین

ہماری قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ محترم حکیم صاحب کی صحت یابی کے لئے صدقِ دل اور خشوع و خضوع سے دعا فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں — (ادارہ)

اے ایمان والو! اپنے فرض پر مر مٹو ـــ اور

ـــ دوسروں کو مٹنے پر تیار کرو! ـــ

ـــ عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ ـــ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (پ۴ ع ۱۱- آیت ۲۰۰)

ترجمہ: (۱) اے ایمان والو! صبر کرو - اور مقابلہ میں مضبوط رہو - اور لگے رہو - اور اللہ سے ڈرتے رہو - تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو - (حضرت شیخ الہند)

۲- اے ایمان والو! صبر اور تکالیف کو برداشت کرتے رہو - اور آپس میں وابستگی رکھو - اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو - (تفسیر حقانی)

۳- اے مسلمانو! صبر کرو اور مقابلہ پر مضبوطی رکھو - اور جہاد کے لئے مستعد رہو - اور اللہ سے ڈرتے رہو - تاکہ تم کو مراد حاصل ہو - (سید عبدالدائم جلالی)

تفسیر اول سورۃ آل عمران کے خاتمہ پر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک جامع و مانع نصیحت فرما دی جو گویا ساری سورۃ کا ماحصل ہے - یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا و آخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو - معصیت سے رکو - دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھلاؤ ـــــ اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے رہو - جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاؤ - اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو - یہ کیا تو سمجھو مراد کو پہنچ گئے ـــــ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِیْنَ وَ فَائِزِیْنَ بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ - (آمین)

تفسیر دوم اہل کتاب کے نقائص بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کی طرف روئے سخن کر کے ان کو صبر اور خدا پرستی پر قائم رہنے اور پرہیزگاری پر ثابت قدم رہنے کی طرف متوجہ فرما کر کلام کو کس خوبی سے تمام کر دیا - ان کو پڑا بکنے دو - تمہارا جو کام ہے وہ کئے چلے جاؤ - واضح ہو کہ انسان کے دو حال ہیں ایک دنیا کا معاملہ دوسرا خدا کا معاملہ -

پھر دنیا کے معاملہ کی دو قسمیں ہیں - ایک اپنے اوپر مشقت گوارا کرنا دوسرے کو تکلیف نہ دینا، ایک یہ کہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی سلوک و احسان کرنا - پھر اس کی بھی دو قسم ہیں - اول یہ کہ خاص اپنی ذات سے تعلق رکھے تو اس کو تو اِصْبِرُوْا میں ذکر کیا - صبر نفس کو روکنا اور برداشت کرنا ہے پھر اس صبر کے بہت سے اقسام ہیں - (۱) یہ کہ توحید اور عالم آخرت کے پہچاننے میں جو کچھ غور اور فکر کرنے میں مشقت ہو اس پر صبر کرے -

۲- واجبات کے ادا کرنے میں جو کچھ مشقتیں پیش آئیں - روزہ میں بھوک پیاس، جہاد میں گرمی میں چلنا، دشمن سے لڑنا، تبلیغ احکام میں وعظ و پند، اور دین کی منادی میں جاہلوں کی بدکلامی سننا سب برداشت کرے -

۳- نفس کی خواہش کے روکنے میں جو کچھ مشقت پیش آئے اس پر صبر کرے - حسین عورت کی طرف حرام کرنے کے لئے دل مائل ہو اس کو روکے - الغرض منہیات سے بچنے میں کوشش کرے -

۴- مصائب دنیا، مرض، موت، قحط، تنگدستی، خوف وغیرہ مصائب پر برداشت کرے - یہ سب باتیں اِصْبِرُوْا میں شامل ہیں -

وہ جو اوروں سے علاقہ رکھتی ہیں اس میں یہ ہے کہ گھر کے لوگوں اور ہمسایہ اور اہل شہر اور قوم کے اخلاق رذیلہ برداشت کرے انتقام لینے اور غصہ کے فرو کرنے میں دل کو روکے رکھے - یہ سب باتیں صَابِرُوْا میں آگئیں -

رہا دوسروں پر احسان کرنا، صلہ رحمی وغیرہ، سو، وہ رَابِطُوْا میں آگئیں ربط کہتے ہیں باندھنے اور دل لگانے کو، خواہ دل کو محبت الٰہی سے باندھے یا جہاد میں گھوڑے باندھے یا رات کو مخالفوں کے لئے پہرہ دینے پر دل کو باندھے، یا انتظار صلوٰۃ میں دل لگائے یا اعزہ و اقرباء سے واسطے قائم رکھے - اس لفظ میں سب معنوں کی گنجائش ہے - اسی لئے ہرایک مفسر نے ان میں سے ایک معنی اختیار کئے ہیں اور احادیث میں بھی ہر معنی کی طرف اشارہ ہے -

رہا خدا کا معاملہ، سو وہ اِتَّقُوا اللّٰهَ میں آگیا -

ایک جملہ میں حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ اور ان کی جمیع اقسام تہذیب اخلاق، سیاست مدن، تدبیر منزل وغیرہ سب کو جمع کر دیا - پھر حکمت کے ثمرہ فلاح کی طرف بھی کس مجمل لفظ میں اشارہ کیا جو ہر قسم کی فلاح کو شامل ہے فلاح دنیا اور فلاح آخرت سب آگئیں -

تفسیر سوم یہ مکمل آیت تمام اسلامی ہدایات کا گنجینہ اور کل قرآنی نصائح کا نچوڑ ہے اور بے شمار فوائد کی حامل ہے - اسی وجہ سے مختلف مفسرین نے ہر جملہ کے جدا جدا معنی بیان کئے ہیں -

تفسیر روح المعانی کا خلاصہ

انسان کے علمی اور عملی فضائل دو باتوں پر موقوف ہیں :-

۱- ہر وقت رضائے مولےٰ کا طالب ہو اس سے ڈرتا رہے اور ہر آن ایک دھن میں لگا رہے، شرک نہ کرے - خدا کے حقوق باقاعدہ انتہائی شوق، جانفشانی اور تن دہی سے ادا کرے -

۲- دنیوی امور اور معاملات میں کوئی خرابی، سقم اور بیہودگی نہ ہونے دے - اس کی دو قسمیں ہیں (ا) خود مشقت اٹھانی، تکلیف برداشت کرنی اور ضبط و استقامت قائم رکھنی (ب) غیروں کو تکلیف نہ دینا، انسانی حقوق ادا کرنا - یعنی غیروں کے واجبی حقوق ادا کئے جائیں - اور ان کو ناجائز تکلیف نہ دی جائے - غیروں کے تمام حقوق خواہ واجبی ہوں یا نہ ہوں ادا کئے جائیں - صلہ رحمی اور کنبہ پروری کی جائے -

مسلمانو! صبر کرو - یعنی دنیا کے

تمام مصائب بیماری، افلاس، قحط، خوف، رنج، دکھ درد، سفر، خانہ بدوشی، فاقہ، حکومت کے جور و استبداد اور اولاد کی موت وغیرہ پر صبر کرو۔

فرائضِ الٰہی کے ادا کرنے میں جو کچھ دشواریاں اور صعوبتیں پیش آئیں۔ روزہ میں بھوک پیاس کی تکلیف، جہاد میں گرمی سردی، سفر میں تھکان فاقہ، دشمن سے مقابلہ اور جان کا خطرہ پیش آئے، ندائے حق، اعلانِ صداقت اور تبلیغِ احکام میں نصیحت و ہدایت، اور اعلاءِ کلمۃ اللہ میں جو کچھ مصائب اٹھانے پڑیں، جس قدر طعن و تشنیع، گالیاں زبان درازیاں، چیرہ دستیاں اور پھبتیاں برداشت کرنی پڑیں سب پر صبر کرو۔ نفس کا جوشِ شہوت اور ہیجانِ غضب روکنے میں جو دشواریاں اور مشقت پیش آئے اس پر استقامت رکھو۔ جذباتِ نفسانیہ کے بندے نہ بنو۔ ممنوعاتِ الٰہیہ اور محرماتِ شرعیہ سے نفس کو روکے رکھو۔ اور ہر ناجائز خواہش کو دبانے میں جو کوشش و مشقت برداشت کرنی پڑے اس پر صبر کرو۔

ذات و صفاتِ الٰہی کے پہچاننے اور علومِ حقّہ کے حاصل کرنے میں جس قدر غور و فکر، شب بیداری، ترکِ لذائذ اور مراقبۂ نفس کرنا پڑے سب پر صبر کرو۔

وَصَابِرُوا یہ تیسری قسم کا بیان ہے۔ یعنی مسلمانو! لوگوں کے واجبی اور ضروری حقوق ادا کرو۔ مطلب یہ کہ دشمنوں اور دوستوں کی بداخلاقیاں، ہمسایوں اور غیروں کی ریشہ دوانیاں، خاندان والوں اور شناساؤں کی مکاریاں اور چالاکیاں، یگانہ و بیگانہ کی چیرہ دستیاں صبر کے ساتھ برداشت کرو۔ اپنے نفس کو جوشِ انتقام اور ہیجانِ غضب سے روکو!

وَرَابِطُوا۔ یہ چوتھی قسم کا بیان ہے یعنی مسلمانو! اپنے دلوں کو باندھے رکھو، محبتِ الٰہی میں اپنے دلوں کو باندھو، نفس کو لگاؤ، تمام بدنی اور روحانی قوتوں کو مصروف رکھو یا جہاد کے لئے اپنے گھروں پر گھوڑوں کی پرورش کرو۔ یا غنیم سے اپنی فوج کو محفوظ رکھنے کے لئے رات کی نگرانی میں اپنے آپ کو لگائے رکھو۔ یا نماز و جماعت کے انتظار میں دل کو معلّق رکھو۔ یا کارِ خیر کے ساتھ دل کو وابستہ رکھو۔ یا کنبہ پروری اور صلہ رحمی میں ہر وقت اپنے خیالات اور قوتوں کو آمادہ رکھو۔

وَاتَّقُوا اللّٰہ۔ یہ قسم اوّل کا بیان ہے۔ یعنی مسلمانو! شرک نہ کرو، رضائے مولےٰ کے طالب رہو۔ ہر وقت اس سے ڈرتے رہو۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتے رہو۔ غیر اللہ کی محبت سے کنارہ کش رہو، محبتِ مال، محبتِ احباب و اولاد اور محبتِ نفس کو محبتِ الٰہی پر قربان کرو۔ اس کے حقوق نہایت کوشش، شوق اور رغبتِ خاطر سے ادا کرو اور ماسوی اللہ کے خیال کو ترک کر دو۔

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ یہ چاروں نصائح اگر اپنے واسطے لائحہ عمل بنالوگے اور اس مکمل ہدایت کے بموجب عمل کروگے تو امید ہے کہ دنیوی اور دینی سعادت حاصل کر لوگے۔

مقصودِ بیان اس آیت کا اصل مقصود قوتِ فکر کی درستگی، عقائد کی اصلاح، تہذیب اخلاق، حُسنِ معاشرت، ایثارِ حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی، تمام خلق کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا اور دیگر فضائل و خصائل کے حصول کی طرف ترغیب دینا ہے —

آیتِ ہذا میں مساواتِ ملّی و موالاتِ باہمی اور مذہبی غمخواری کی تعلیم دی ہے — اخوتِ اسلامیہ اور معاونت و اتحاد کی خصوصی ہدایت کی ہے۔ گویا ضمنی اشارہ اس طرف ہے کہ مال و جاہ، عزت و حکومت، حسنِ صورت اور شرافِ نسب، قابلِ فخر چیزیں نہیں ہیں۔ فقیر ہوں یا امیر، بادشاہ ہو یا مسکین، اعلیٰ خاندان ہو یا ادنیٰ خوبصورت ہو یا بدصورت، مذہب و ملّت کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہر ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ تفرقہ ملّی موجبِ وبال ہے۔ اسلامی تصوّف کا ایک بے بہا گنجینہ ہے یعنی رضائے مولیٰ کی جستجو اور خوفِ خدا، ہر ساعت خوفِ خدا میں ضرور دلگیر رہنا چاہئے۔

وما علینا الا البلاغ

●

بقیہ: قرآن حکیم اور اس کی دعوت

رہا جاہلیت کا لفظ سو یہ قرآن کی بنائی ہوئی اصطلاح ہے۔ متعدد مقامات پر اس نے اپنی اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔ مثلاً مردوں اور عورتوں کی مخلوط سوسائٹی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ اور نہ بناؤ سنگار کرو جاہلیت اول والوں کے بناؤ سنگار کی طرح۔ یا عرب پر نسلی و لسانی اور وطنی حمیتوں کا جو بھوت سوار تھا۔ اس کی تعبیر قرآن نے سے کی ہے۔ یا خدا کے متعلق ارتیابی agnostic ذہنیت عام عربوں پر جو مسلط تھی۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یظنون باللہ غیر الحق ظنّ الجاھلیّۃ۔ اور خیال رکھتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ جاہلیت کے خیالات۔ کسی جگہ پر بھی جاہلیت کے اس لفظ سے وہ مطلب نہیں سمجھا گیا جو بعض ناواقفوں نے سمجھ رکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام اور اسلامی تعلیمات کے مقابلے میں عربوں کی غیر اسلامی زندگی اخلاقاً و اعتقاداً جو کچھ بھی تھی اور جن خصوصیتوں کی حامل تھی۔ در اصل اسی کی تعبیر قرآن جاہلیت کے لفظ سے کرتا ہے۔ یہ بات کہ اسلام سے پہلے نوشت و خواند سے عرب کے لوگ چونکہ ناواقف تھے اس لئے ان کے زمانے کو قرآن جاہلیت کا زمانہ قرار دیتا ہے۔ وہی کہہ سکتا ہے۔ جو قرآن سے بھی جاہل ہے۔ اور ایام جاہلیت کی تاریخ سے بھی۔

(بشکریہ ریڈیو پاکستان لاہور)

قاری صاحب کو صدمہ

مرکزی جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری وجمعیۃ علماء اسلام قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف قصوری کے والد محترم ایک عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں جمیع قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرماویں۔ (قاری حبیب اللہ)

دعائے مغفرت کی درخواست

حضرت مولانا قاری فضل کریم صاحب دامت برکاتہم بانی مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا ہے قارئین خدام الدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اور پسماندگانِ کرام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحومہ بہت زاہدہ، عابدہ اور خدا کی شکر گذار بندی تھیں۔ (عبد الحمید)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۸ مئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۴)

اب میں درس کے سلسلہ میں عرض کرتا ہوں۔ یہ سورت جو آج تلاوت کی گئی یہ ہے سورتِ برآءۃ میرے بزرگو! اس سے پہلی سورت تھی سورت انفال۔ سورتِ برآءۃ اور سورتِ انفال یہ دونوں جہاد کے متعلق ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا۔ اور سورت برآءۃ میں تو خصوصیت کے ساتھ حکم فرمایا کہ اب ان کو اعلان کر دو، اب صبر کا قصہ ختم ہو گیا، اب وہ جو ظاہری رواداریاں تھیں وہ ختم ہو گئیں، جو باطنی طور پر تحمل تھا اب وہ ختم کر دو۔ اب ان کو اعلان کر دو کہ تمہارا ہمارا قصہ ختم، تمہارے اور ہمارے درمیان صرف دو چیزیں ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پڑھ لو۔ تمہارا ہمارا اتصال، اتفاق اور سب کچھ ہے۔ اگر یہ نہیں پڑھتے ہو تو پھر پیروی کرو، اطاعت مانو، پابند ہو کر رہو محمد رسول اللہ کے قانون کے۔ اب تیسرا کوئی رستہ نہیں ہے۔

سورتِ برآءۃ قرآن مجید کی بڑی اہم سورت ہے۔ سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ ساری سورت مدنی ہے اور علمائے تفسیر نے لکھا ہے (علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ نے) کہ اس کی آخری جو دو آیتیں ہیں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ق لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ یہ مکی ہیں اور باقی سورتِ برآءۃ جو ہے یہ مدنی ہے، مدینہ منورہ میں حضور پر نازل ہوئی اور یہ آخری سورت ہے۔

یہ سورت میرے بزرگو قرآن کی ساری سورتوں میں ایک اعتبار سے بڑی بڑی انوکھی ہے کہ اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی ہوئی۔ سورتِ انفال ختم ہوئی اور سورتِ برآءۃ شروع ہو گئی۔ ہے مستقل سورت۔ اس لئے بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام سورتِ برآءۃ ہے، بعض نے فرمایا اس کا نام سورتِ توبہ ہے، بعض نے کہا اس کا نام سورتِ عذاب ہے، بعض نے کہا اس کا نام سورت فضیحت ہے (ذلت) کافروں کے لئے ذلت سنانے والی سورت ۔ اور بھی مختلف نام ہیں۔ سورتِ انفال کے درمیان اور سورتِ توبہ کے درمیان (یعنی سورتِ برآءۃ کے درمیان) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھی گئی ہے اور نہ پڑھنے کا حکم ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لکھائی نہ پڑھی۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ترجمان القرآن ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو اس کمیٹی کے ممبر تھے، جس کمیٹی نے قرآن جمع کیا، اُن سے میں نے پوچھا کہ آپ نے اِن دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ کیوں نہیں لکھی؟ تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت نازل ہوا کرتی تھی تو میں اس کو وہاں رکھ دیا کرتا تھا جہاں مجھے اللہ تعالےٰ کا نبی حکم دیتا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔

تو سورتِ برآءۃ کے نازل ہونے پر حضورؐ نے نہ بسم اللہ لکھنے کا فرمایا اور نہ پڑھنے کا فرمایا۔ اس لئے ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں نکال سکتے جو حضورؐ نہ فرمائیں۔ میرے بزرگو! دیکھئے اب چودہ سو سال ہو چکے ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ اسلام نام ہے اتباع کا نہ کہ اسلام نام ہے ابتداع کا ۔ اتباع کا کیا معنیٰ؟ جو کچھ سنا اللہ کے نبی سے، جو کچھ سنا صحابہ کرام سے، جو کچھ سنا تابعین سے، جو کچھ سنا تبع تابعین سے، جو کچھ سنا آئمہ مجتہدین سے، آج تک مسلمان کا جو اجماعی عقیدہ ہے اُسی پر رہنا، اسی کا نام میرے بزرگو ایمان ہے اور اسی کا نام ہے اسلام۔

اب دیکھئے چودہ سو سال ہو گئے کوئی بھی قرآن مجید آپ اٹھا کر دیکھیں، مترجم دیکھیں، سادہ دیکھیں، تفسیر کوئی دیکھ لیں، ابن کثیر دیکھ لیں، ابنِ جریر دیکھ لیں، کیا خیال ہے آپ کا ابن کثیر، ابن جریر، ابنِ نقیب، یہ بڑے بڑے مفسر کیا تھے؟ یہ "میٹرک فیل" تھے۔ اللہ کے بندو! یہ تو بڑے لوگ گذرے ہیں جن کے تعلق تھے اللہ کی ذات کے ساتھ، جن کے تعلق تھے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کے ساتھ، جو پاکیزہ انسان تھے۔ انبیاء اور صحابہ کے بعد جن کا رات دن قرآن مجید کی خدمت میں گذرتا تھا۔ تیس تیس جلدیں قرآن مجید کی تفسیریں لکھنے والے، حدیثوں پر عبور رکھنے والے، قرآن پر عبور رکھنے والے، حدیثوں کے حافظ، قرآن کے حافظ ۔ یہ تو پہلے زمانے کے لوگ گذرے ہیں، اب گذرے ہیں۔ تھوڑا زمانہ ہوتا ہے یمن کے ایک شیخ گذرے ہیں، ابھی ان کا وصال ہوا ہے، تھوڑا زمانہ ہوا جنہوں نے دستار بندی کرائی تھی پیر جھنڈا میں جو دارالارشاد مدرسہ تھا اس کی دستار بندی کے لئے تشریف لائے تھے۔ ہمارے شیخ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ وہاں پر موجود تھے، یمن کے بہت بڑے شیخ گذرے ہیں اُن کو فتح الباری کی پوری چودہ جلدیں زبانی یاد تھیں۔

یہ اسلام ویسے ہی نہیں ہے کہ کہ سگریٹ کے دو کش لگا لئے اور ایک "مسئلہ" لکھ دیا۔ پھر ذرا سینما دیکھ کر دوسرا "مسئلہ" لکھ دیا۔ اور تاش کھیلی تیسرا لکھ دیا۔ اور ٹائیٹل پر نام لگا دیا۔ "اسلام کے بنیادی اصول

کتاب چھپ گئی - پھر میں پڑھتا ہوں، آپ پڑھتے ہیں - واہ جی بڑی "تحقیق" کی ہے - او جی کیا پوچھتے ہیں —— بڑی "تحقیق" کی ہے "تحقیق" ایسی کی نہ ابتدا چھوڑی نہ انتہا چھوڑی، جو دل میں آیا ہانک گئے اور ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں - اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے -

اگلے دن میں اخبار میں پڑھ رہا تھا ایک "بہت بڑے" صاحب گذرے ہیں بڑے "محقق" قسم کے، اُن کی برسی منائی گئی تو ڈائری اخبار میں تھی، جو نامہ نگار ہے اُس نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ میں بھی اُسی برسی میں چلا گیا (میں عرض کر رہا ہوں کہ اسلام نام ہے تقلیدِ جامد کا، اسلام نام ہے اتباع اکابر کا، اسلام نام ہے اپنے بزرگوں کی پیروی کا - اپنی طرف سے اپیچ لگانے کا نام نہیں ہے - اگر ہوتا تو پھر بسم اللہ کیوں نہ لکھی کسی نے سورتِ برآءۃ سے پہلے - کیا اس سورت کو! اس قرآن کو پڑھنے والے صحابہ نہیں گذرے؟ اس قرآن کو پڑھنے والے تابعین نہیں گذرے؟ اس قرآن کو پڑھنے والے ابو حنیفہؒ، شافعیؒ مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ نہیں گذرے؟ اس قرآن کو پڑھنے والے عبدالقادر جیلانیؒ اور داتا گنج بخش وغیرہ نہیں گذرے؟ کسی کو یہ جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ اُس تلفظ کو لکھے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں لکھ سکے —— طاقت نہیں ہوئی. ہمت نہیں کر سکے - کیا بسم اللہ لکھنا جرم ہے؟ بسم اللہ میں کیا ہے؟ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط یہی فرق ہے میرے بزرگو! بدعت اور سنت کا - بعض لوگ کہہ دیتے ہیں "جی حرج کیا ہے؟" کسی کو سمجھاؤ کہ بھائی! فلاں کام نہ کرو، بدعت ہے — "او جی حرج کی اے" او میاں حرج نہیں تو اور کیا ہے؟ یہاں بسم اللہ لکھنے میں حرج تھا کوئی؟ مجھے بتائیے اگر کوئی سورتِ انفال کے درمیان اور سورتِ برآءۃ کے درمیان کوئی امام، کوئی فقیہہ، کوئی مجتہد، کوئی محقق، کوئی تابعی، کوئی صحابی، خود امام الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر بسم اللہ لکھ دیتے، کوئی حرج تھا؟ حرج تھا —— کیوں حرج تھا؟ جس طرح جبریل اترا تھا اُس کی مخالفت ہوتی - جبریل جو لے کر آیا قرآن - اس کی مخالفت ہوتی - ہم تو متبع ہیں اُس بات کے جو بات ثابت ہو مشکوٰۃِ نبوّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے - بدعت کا معنیٰ خالی ڈھول بجانا نہیں ہوتا، بدعت کا معنیٰ خواہ وہ عبادت کے رنگ میں آئے، خواہ وہ اطاعت کے رنگ میں آئے لیکن دو قدم آگے ہو جائے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے - وہ پھر کیا اتباعِ سنت ہے؟ لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ - آگے مت چلو اللہ کے، آگے مت چلو اللہ کے نبی کے - میرے بزرگو! سمجھنے کی باتیں ہیں - نماز میں دو سجدے زیادہ کرنے کا ثواب ہے کہ چار زیادہ کرنے کا ثواب ہے؟ ایک آدمی صبح کی دو رکعتیں پڑھتا ہے سنت، دو رکعتیں فرض، دو دو سجدے اس میں کرتا ہے، ایک آدمی صبح کی چھ رکعتیں پڑھتا ہے سنت اور آٹھ رکعتیں فرض پڑھتا ہے، کیا خیال ہے آپ کا نماز ہو گی یا نہیں؟ نہیں ہو گی نا؟ کیوں جی حرج کی اے؟ کیہہ حرج اے - سولہ سجدے اور وہاں جناب ہو گئے بارہ سجدے - (۶ × ۲ = ۸ + ۸ × ۲ = ۱۶ = ۲۸) "حرج کیہہ اے جی؟" حرج ہے نا جی - کیا حرج ہے؟ یہ وہ نماز نہیں ہے جو نماز ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، یہ وہ نماز نہیں ہے جو صحابہؓ کی نماز ہے، یہ وہ نماز نہیں ہے جو تابعین کی نماز ہے، یہ وہ نماز نہیں ہے جو تبع تابعین کی نماز ہے - ہمارے پاس تو آئینہ ہے اُس میں دیکھ لو، تمہارے سامنے جو چیز آئے، قرآن و سنت کے مطابق ہے، صحابہؓ کے مطابق ہے بے شک بسر و چشم قبول کر لو - ٹھیک ہے - اگر نہیں ہے تو ہم کہاں سے اتنے بڑے عاشق نکل آئے؟ ہم آگے چلیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے؟ لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ - اللہ سے آگے مت چلو، اللہ کے نبی سے آگے مت چلو -

(باقی آئندہ)

بقیہ: یکے از علماءِ حق

شریک نہیں ہوئے - اس کے علاوہ آپ کی تربت پاک سے خوشبوؤں کی مہک نے خاص و عام کو محوِ حیرت کر دیا - جس طرح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدسہ سے خدمتِ حدیث کے صلہ میں خوشبو مہکتی رہی اسی طرح ہمارے حضرتؒ کے مزار سے خادمِ قرآن ہونے کی وجہ سے خوشبوئیں پھوٹیں معلوم ہوا کہ مُفسِر و مُفسَر (حدیث و قرآن) دونوں کی خدمت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت مقبول ہیں - اللھم اجعلنا فی زمرتھم

دین کے عظیم خادم

—— : مولوی عبدالشکور صاحب اچکزئی : ——

جب لاہور اور دوسرے بہت سے علاقوں کو شیطان نے شرک و بدعت کی ظلمت سے مکدر کیا - جب جگہ جگہ بعثت سے پہلے کے مناظر سامنے آنے لگے - جب ظلم و ستم، بے حیائی و عریانی کی انتہا ہو گئی تو غیرت و رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور بقول شیخ التفسیرؒ عدو اللہ کے گھر حبیب اللہ کو پیدا فرمایا اور پھر انہی شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دینِ اسلام کے عظیم خادم شیخ التفسیرؒ ایسے بُت شکن، مُحبِ مصطفیٰ اور عظیم مفسرِ قرآن کو پیدا فرما کر دینِ حنیف کے تحفظ و اشاعت کا سامان بہم پہنچایا - جنہوں نے پنجاب کے مرکزی شہر لاہور میں قیام پذیر ہو کر علم و عرفان کے دریا بہائے - لوگوں کے سینوں کو توحید و رسالت کے انوار سے معمور فرمایا - دَر دَر پہ سجدہ ریز ہونے والوں کو خدائے واحد کے آستانے پر جھکایا -

خداوند تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں انجمن خدام الدین مدرسہ قاسم العلوم اور دیگر بیسیوں مساجد و مدارس کی بنیاد ڈلوائی - مشتاقانِ علوم اسلامیہ کی جمِ غفیر نے آپ سے اکتسابِ علم کر کے اپنی علمی تشنگی بجھائی - آپ کی کوششوں سے لاکھوں انسان ضلالت و گمراہی کو ترک کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے -

جذبۂ تبلیغِ اسلام، ہمت و استقلال، زہد و پرہیزگاری ریاضت و عبادت اور اس طرح دیگر بے شمار محاسن و کمالات کے اعتبار سے آپ اپنے دور میں اپنی مثال آپ تھے -

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے - آمین!

○ رسالہ "درسِ توحید" تیار ہو گیا -

حضرت مولینا احتشام الحق تھانوی کا مصدقہ نادر و نایاب رسالہ جس میں توحید خداوندی کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہے - اشاعت فنڈ کے لئے صرف پچیس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر فوری طلب فرمائیں -

حافظ محمد شریف - حکیم فتح محمد سیوہانی روڈ نبی داد لین کراچی ملا

بقیہ: مجلس ذکر

آئے بیٹھے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ پوچھیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں، کہاں سے اور کس لئے آئے ہیں تو فرمائیں گے کہ ان کو کوئی کام دھام ہے ان کے ساتھ میل ملاپ کے لئے آئے ہیں یہ ذکر کے لئے نہیں آئے تو اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ ان کو بھی دے دو، کیونکہ یہ ذاکروں کے دوست ہیں۔ اور ع: "کند ہم جنس با ہم جنس پرواز" نیک ہی نیک کی طرف رغبت کرتا ہے اور نیک کو اپنا دوست بناتا ہے۔

صحبت کا اثر آپ عطار کے پاس جائیں، عطر نہ بھی خریدیں لیکن دماغ معطر ہو جائے گا۔ اگر آپ کوئلے کا کاروبار نہیں بھی کرتے، کوئلے کی دکان پر جا کر بیٹھیں تو خواہ مخواہ مٹی اور کوئلے کی کالک آپ کے چہرے پر لگ جائے گی۔ "کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا"۔

نیکوں کے ساتھ نشست و برخاست کا قرآن نے حکم دیا ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (کہف ۲۸) تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس لئے آپ کو اور آپ کی جان و مال کو خرید لیا جنت کے بدلے میں۔ اب جان اس کی، مال اس کا، اولاد اس کی، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہہ کر چاہے مسجد میں بلا لیں۔ لَبَّیْکَ ط چاہے اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ میں طلب فرما لیں روپے دے کر۔ لَبَّیْکَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط (خدا توفیق دے) اور اسی طرح اللہ تبارک و تعالےٰ آپ کو زائد روپیہ دے کر، وسائل دے کر زکوٰۃ کے لئے طلب فرما لیں تو بے چون و چرا اور میدان جہاد میں اگر جان بھی اُس کے راستے میں چلی جائے تو آپ کو حق ہے کہنے کا کہ ؎

شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم
حاصلِ عمر فدائے سرِ یارے کردم

یعنی ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خود بھی نیکی کریں اور دوسروں کو بھی نیک عمل کی ترغیب دیں

آج میں نے توجہ یہ دلائی تھی کہ یہ مال، جان، گوشت پوست، ہڈیاں اور یہ بچے بچیاں آپ کے نہیں یہ تو اللہ کے ہیں۔ اللہ نے آپ کو یہ ایک قسم کی ذمہ داریاں سونپ دی ہیں کُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ آپ سے اپنے متعلق بھی اور اہل و عیال کے متعلق بھی بازپرس ہو گی۔ ہزار سال پہلے کیا کر گیا کوئی؟ یہ بازپرس نہیں ہوگی۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ (البقرہ ۱۴۱) اپنے اعمال کی بات کیجئے، اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی بات کیجئے، اپنے گھر سے خیرات شروع کیجئے، لوگوں کو آپ ہزار قرآن اور کلمہ پڑھائیں اور اگر اپنے گھر میں کلمہ بھی نہ پڑھتے ہوں، نماز بھی نہ پڑھتے ہوں۔ اس کلمے اور نماز کا فائدہ کیا؟ اول خویش بعدہٗ درویش سب سے پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرنا چاہئے۔ اس کے بعد دوسروں کا نمبر آتا ہے پھر اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ۔ جتنے زیادہ قریب ہیں، اتنے زیادہ آپ کے حق دار ہیں۔ صلہ رحمی کا حق یہی ہے کہ نیکوں کے ساتھ بھلائی کریں، نیکی کریں تاکہ وہ آپ کو نیکی سے یاد کریں، اور قیامت کے دن آپ سرخرو ہو کر اٹھیں اور آپ کے لئے وہ شفاعت کریں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۚ (بنی اسرائیل ۲۴) اے اللہ! ان دونوں پر اس طرح رحم فرما جس طرح بچپن میں یہ ہم پر مہربان تھے اور اگر خدا نخواستہ غلط کار، فسق و فجور میں مبتلا رہے آپ نے انہیں درست نہ کیا، اصلاح کی طرف توجہ ہی نہ کی تو پھر قرآن میں آتا ہے وہ ماں باپ کے لئے عذاب کا مطالبہ کریں گے، نیک اولاد شفاعت کرے گی، اور بد اولاد عذاب کا موجب بن جائے گی۔

●

وبائی امراض ——— ایک خط

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب نزیہ مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بعد سلام مسنونہ کے گذارش ہے۔ آج کل ملتان دوسری جگہوں سے وبائی امراض کے پھیلنے کی اطلاعات مل رہی ہیں جن سے مخلوق خدا بہت ہراسان ہے۔ وبائی امراض کے دفعیہ کے سلسلہ میں حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کا ایک مکتوب سامی جو کہ فتاویٰ امدادیہ میں ہے برائے نفع عامۃ المسلمین کے ارسال خدمت ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو اپنے موقر جریدہ کی قریبی اشاعت میں شائع فرما دیں۔ والسلام۔

الجواب عنایت فرمائے بندہ سلمہم اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالےٰ اس مرض کو سب جگہ سے دور فرما دیں۔ جو عمل آپ نے شرع محمدی سے نقل کیا ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ اذان کہنے کی کوئی اصل ہے اور نہ جماعت کے ساتھ نفل ادا کرنا ثابت ہے اس لئے ان سب اعمال کو موقوف کر دیا جاوے۔ اس کے لئے اصل دو امر ہیں صدقہ کی کثرت اور گناہوں سے توبہ کرنا اور صدقے کے لئے چندہ جمع کرنا مناسب نہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ دینے میں خلوص نہیں رہتا۔ بلکہ ہر شخص کو چاہیئے کہ بطور خود جو توفیق ہو روز مرہ غریب مسکین لوگوں کو دے دیا کرے خواہ آدھی ہی روٹی ہو لیکن ہر روز ہو یا نقد غلہ و کپڑا جو توفیق ہو بطور خود دیں جو چندہ جمع ہو گیا ہے سب دینے والوں سے اجازت حاصل کر کے ایسے لوگوں نقد غلہ خرید کر خفیۃً دے دیا جائے جو بہت حاجت مند ہیں اور کسی سے سوال نہیں کرتے اور عیدگاہ میں جمع ہو کر دعا کرنا مضائقہ نہیں لیکن نہ اذان کہیں نہ جماعت سے نفلیں پڑھیں بلکہ روویں اور توبہ کریں اور نفلیں الگ الگ پڑھیں اور بہتر ہے کہ گھر آ کر نفلیں پڑھیں اور نیز ضرور ہے کہ حقوق العباد جو کسی کے ذمہ ہوں ان سے سبکدوشی حاصل کریں جس نے کسی کا حق دبا رکھا ہو اس کو واپس کرے ظلم کرنا غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، بدنگاہ کرنا وغیرہ معاصی کو چھوڑیں اور ہر وقت استغفار زبان اور دل سے جاری رکھیں اور جن لوگوں کو سورہ تغابن جو اٹھائیسویں پارے کے تین پاؤ پر ہے یاد ہو صبح و شام بعد فجر و مغرب ایک ایک بار پڑھ کر اپنے اوپر اور سب گھر والوں پر دم کر دیا کریں اور جو چیز کھاویں پیویں اوّل اس پر سورۃ انا انزلناہ تین بار پڑھ کر دم کر لیا کریں بلکہ جو مبتلا ہو گیا ہو اس کو بھی پانی پر دم کر کے یہی پلاویں اور یہ تعویذ لکھ کر سب بازو پر باندھ دیں۔ تعویذ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٰہی بحرمت حضرت شیخ مجدد الف ثانی رح حضرۃ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ از شر آفت وبا و طاعون نگاہ دار و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ط) اور اس کو لکھ کر گھول کر کنوئیں میں پانی چھوڑ دیں اور سب سے بڑی چیز گناہوں کا چھوڑنا ہے اور ظاہری علاج معالجہ بھی ضروری ہے والسلام ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ ص ۱۴۱، ۱۴۲

فتاویٰ امدادیہ ج سوم مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ

المرسل احقر غلام محمد جھنگوی عفی عنہ حال مقیم خانقاہ شریف سراجیہ مجددیہ نزد کندیاں ضلع میانوالی

دولت سے جنت بھی حاصل ہو سکتی ہے اور جہنم بھی

یہ سونا چاندی جسے سمیٹ سمیٹ کر جائز اور ناجائز وسائل سے انسان جمع کرتا ہے، بینک بیلنس بڑھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پتہ نہیں میں کیا ہو جاؤں گا

ع سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

ایک وقت آیا چاہتا ہے کہ یہ مال و دولت اور یہ بینک بیلنس سانپ اور بچھو کی شکل اختیار کرے گا۔ قیامت کے دن یہ مال و دولت کہے گا اَنَا مَا کَنَزْتُمْ ہ میں ہوں تمہارا سونا چاندی۔ اسی لئے تو نے مجھے روکا تھا؟ ہاں مال حلال، مسجدوں میں، مدرسوں میں، کنوؤں میں، اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں خود اپنی گذر اوقات کے لئے، حج وغیرہ کے لئے خرچ کر کے جنت مول لے سکتے ہیں۔ اور وہی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی والی بات صادق آ سکتی ہے۔ اور اسی رقم کو ناجائز جگہوں پر خرچ کر کے اپنے لئے جہنم مول لے سکتے ہیں ہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس روپے سے آپ واہیات چیزیں لیں، جوا، سٹہ کھیلیں، کسی اور معصیت کا شکار ہوں۔ وہ دولت وبالِ جان ہے اور وہی دولت کسی نیک کام میں لگا دیں تو آپ کی روح کا، طمانیتِ قلب کا، برزخ کی زندگی میں سرخروئی کا، اور ابدالآباد کے لئے جنت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ صدق دل کے ساتھ اپنی یاد کی توفیق دے۔ اپنی جان کو اللہ کا سمجھیں، اپنا نہ سمجھیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

بقیہ: خطبہ جمعہ

قناعت نصیب فرمائی جتنا اسے دیا گیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص میں تین چیزیں پائی گئیں وہ دوزخ سے بچ کر بہشت میں پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اسلام نصیب فرمایا اور بقدر ضرورت رزق عطا فرمایا اور وہ شخص اتنے رزق پر راضی رہا اور

اسے کافی سمجھا۔ اللھم جعلنا منھم

چوتھا نسخہ

عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ اسے نصیحت فرما رہے تھے۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھ۔ بڑھاپے کے آنے سے پہلے جوانی کو۔ بیماری سے پہلے تندرستی کو۔ تنگدستی کے آنے سے پہلے آسودہ حالی کو اور مصروفیت کے آنے سے پہلے فراغت کو۔ اور موت کے آنے سے پہلے زندگی کو۔

حاصل یہ ہے کہ ان مجبوریوں کے وقت کے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ کو یاد کرو، ورنہ پھر دستِ حسرت اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا اور گیا وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

بزرگانِ محترم! ہمارا ایمان ہے کہ حکیم کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرنے سے کوئی شخص جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ آپ نے ضمانت دی ہے اور تاکید سے فرمایا ہے۔ کہ ان پر عمل کرنے سے جنت واجب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نسخوں کو استعمال میں لانے کی سعادت اور توفیق سے بہرہ ور کرے۔ آمین یا الٰہ العالمین

پروگرام

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

۶ رمئی بروز پیر بعد نماز مغرب مسجد حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب والی محلہ پونڑاں والا گوجرانوالہ میں مجلس ذکر کرائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

اعتذار (بقیہ)

گذشتہ شمارے میں جامع شریعت و طریقت حضرت پسرورؒی دامت برکاتہم کی تقریر منصب نبوت کا بقیہ صـ۱۶ پر درج ہونا تھا ارشاداتِ مجالس ذکر کا بقیہ بھی صـ۱۶ پر درج ہونا تھا لیکن کاتب صاحب جلدی میں ان کو لگانا بھول گئے۔ اور اس طرح قارئین کرام کو پریشانی ہوئی ہوگی جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں اور دونوں بقیہ جات کو اس شمارے میں نقل کر رہے ہیں (نور محمد انور)

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

سہ روزہ عظیم الشان کانفرنس

بمقام: باغ بیرون موچی گیٹ لاہور

بتاریخ: ۳، ۴، ۵ مئی ۱۹۶۸ء مطابق ۴، ۵، ۶ صفر ۱۳۸۸ھ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

برادرانِ اسلام:۔ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سہ سالہ انتخاب کے موقع پر ایک عظیم الشان سہ روزہ کانفرنس ہو رہی ہے جس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے مقتدر علماء کرام و زعمائے ملت شرکت فرما رہے ہیں۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک مجلس استقبالیہ تشکیل کی گئی ہے۔

نوٹ:۱۔ کانفرنس کا تفصیلی پروگرام عنقریب شائع کر دیا جائے گا (۲) تمام اضلاع کی جمعیۃ علماء اسلام کی شاخوں اور تمام اہل اسلام سے درخواست ہے کہ تعاون اور شرکت سے تمام اجلاسوں کو ہر طرح سے کامیاب کریں (۳) تمام اضلاعی شاخیں اپنے اپنے طور پر اسی طرز کے اشتہارات چھپوا کر شائع کریں (۴) کانفرنس کی جملہ رقوم مرکزی دفتر میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی خازن مجلس استقبالیہ کے نام آنی چاہییں۔

مولانا محمد اکرم ہلال انجنئرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور صدر استقبالیہ (مولانا) محمد اجمل خطیب جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ ناظم استقبالیہ و اراکین مجلس استقبالیہ

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس لاہور

ضرورت ہے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی تقسیم کے لئے

ایبٹ آباد میں

ایک دیانت دار اور مخلص ایجنٹ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات شرائط ایجنسی کے بارے میں سرکولیشن منیجر سے رجوع فرمائیں۔ (سرکولیشن منیجر)

[illegible]

تعارف وتبصرہ

نور محمد انور

نام کتاب ۔ قصص الاکابر
از افاضات حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
سائز ۲۲×۱۸/۸ صفحات ۲۳۱ کاغذ سفید کتابت طباعت بہترین سرورق دیدہ زیب قیمت مجلد تین روپے پچاس پیسے
ناشر۔ کتب خانہ جمیلی ۵ گولڈنگ روڈ لاہور۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ بلند پایہ عالم دین، مفکر، محقق اور مفسر تھے جس طرح آپ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں اسی طرح آپ کی تصانیف بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

کتاب مذکور میں قرآن کریم احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور تاریخ وسیر کی کتابوں میں مختلف واقعات وقصص شامل ہیں جن کے پڑھنے سے ایمان کو تقویت ملتی ہے اور دل کی تاریکیوں کو جلا نصیب ہوتی ہے اس کتاب میں حضرت تھانویؒ کے متبعین میں سے ایک بزرگ جناب شہاب الدین صاحب رحمۃ نے حضرت کے مواعظ و ملفوظات میں سے اور کچھ اپنی یاد سے اکابر سلسلہ کی حکایات جمع فرمائی ہیں۔ اور حضرت تھانویؒ کی اصلاحی نظر سے بھی اس مجموعہ کو گزار لیا گیا۔ بہت عرصہ قبل یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوئی تھی۔ مگر پاکستان میں عرصہ سے نایاب تھی۔ کتب خانہ جمیلی کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس قابل قدر کتاب کو نہایت خوبصورت اور بہترین کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔

نام کتاب۔ خیر الکلام فی اتباع سنت خیر الانامؐ
تالیف وترتیب ۔ محمد گلزار چشتی امدادی۔
مرتبہ۔ مولانا حافظ محمد حسین صاحب۔
سائز ۲۲×۱۸ صفحات ۲۵۲ کاغذ روف قیمت تین روپے۔
ناشر۔ شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ احیاء العلوم العربیہ چنیوٹ جھنگ

یہ کتاب ایک سو سے زائد اکابر صوفیہؒ کی تعلیمات کا نچوڑ، ارباب صدق وصفا کی روحانی محافل وعشاق سنت مصطفویہ کی نورانی مجالس کا ایمان افروز مجموعہ ہے اس کا ابتدائیہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مدظلہ العالی مہتمم خیر المدارس ملتان نے لکھا ہے۔ اور دیباچہ حضرت مولانا محمد شریف صاحب صدر مدرس خیر المدارس ملتان نے لکھا ہے اس کتاب میں سلسلہ نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، وغیرہ کے اکابرین و مشائخ کی وہ تعلیمات واحوال درج ہیں۔ جن کے پڑھنے اور عمل کرنے سے انسان اپنی عاقبت سنوار سکتا ہے۔

محمدی تقویم (یعنی سنہ ہجری) بزبان سندھی
مرتب۔ محمد رمضان صاحب میمن۔
سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت پچیس پیسے
ناشر۔ التقویم ۱۲ شہاب الدین مارکیٹ صدر کراچی ۳

اس چھوٹے سے پمفلٹ میں سندھی زبان کے شعراء کرام نے حصہ لے کر ملک میں انگریزی تاریخوں کی بجائے سنہ ہجری کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ مولانا محمد رمضان صاحب میمن تحریک سنہ ہجری کو اپنانے کے اولین مخلص کارکن ہیں۔ دو ڈھائی سال قبل اسی قسم کا ایک پمفلٹ اردو (نظم ونثر) میں بھی شائع ہو چکا ہے اور وقتاً فوقتاً سنہ ہجری کے موضوع پر پمفلٹ وغیرہ شائع کر کے مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور ہر سال عربی تاریخوں میں کیلنڈر بھی شائع کیا جاتا ہے پمفلٹ مذکور کے آخری صفحہ پر ۱۳۸۸ھ کا کیلنڈر بھی دیا گیا ہے۔ کراچی کے ان دین پسند دوستوں کا یہ ایک مستحسن اور قابل تقلید کارنامہ ہے۔

بقیہ: ادارتی نوٹ

سیمینار منعقد ہوا۔ جس کا افتتاح مسٹر محمد مسعود سی، ایس، پی چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے کیا۔ سیمینار کے پہلے اجلاس کے علاوہ باقی تمام نشستوں کی صدارت پشاور یونیورسٹی کے ڈین ([illegible]) اور ملک کے نامور عالم دین مولانا نورالحق ندوی نے فرمائی اور سیمینار موصوف کی رہنمائی محترم خواجہ غلام مصطفیٰ صاحب ڈپٹی کمشنر بہاولپور کی انتھک، بے لوث اور قابل رشک مساعی، ضلعی حکام، مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان، مسٹر احسان الحق منہاس ناظم مساجد اوقاف، رئیس الجامعہ ڈاکٹر بلگرامی اور بلدیہ بہاولپور کے کارپردازوں کی کوششوں اور کاوشوں سے بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا ۔ اس سیمینار میں ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے کم از کم چار سو علماء و خطباء نے شرکت کی اور مختلف موضوعات پر مختلف فنون کے ماہرین کے خیالات سے بہرہ اندوز ہوئے۔

دیگر شخصیات کے علاوہ شرکاءِ اجلاس سے عالم اسلام کی جلیل القدر شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا۔ اور اپنے علمی جواہر پاروں سے حاضرین کی جھولیاں بھریں۔ بہرحال یہ سہ روزہ اجتماع ہر اعتبار سے مثالی، فکر انگیز، اتحاد و یگانگت کا مظہر اور کئی دُور رس نتائج کا حامل قرار دیا جا سکتا ہے اور ہمارے خیال میں ایسے اجتماعات کا مختلف جگہوں پر وقتاً فوقتاً منعقد ہوتے رہنا کئی ملکی و ملی مفادات کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کو جاری رکھنا نہایت ضروری ہے اور ہم اس کی داغ بیل ڈالنے پر محکمہ اوقاف کے سربراہوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

مزید برآں اس سیمینار کی بڑی خوبی یہ تھی کہ شرکاء اجلاس نے حق گوئی و بے باکی کی روایات کو قائم رکھا اور بلا خوف و خطر اور بغیر کسی رُو رعایت کے وہی کچھ کہا جو اسلام کا منشاء و مقصود تھا۔ چنانچہ افہام و تفہیم، باہمی رواداری، فراخ حوصلگی، ضبط و تحمل اور عالی ظرفی کے کئی مناظر آنکھوں سے گذرتے اور قلب و دماغ سے خراج تحسین وصول کرتے رہے۔

علاوہ ازیں اس سیمینار کی دوسری بڑی خصوصیت قدیم و جدید علوم کا امتزاج اور مسٹر و ملّا کا اتحاد تھا اور ہماری رائے ہے کہ اس طرح کے اجتماعات علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ نسل کے درمیان اتحاد و اتفاق اور باہمی افہام و تفہیم کا موثر ذریعہ بن سکتے ہیں۔ نیز محققین علمائے حق اور راسخین فی العلم سے ملنے، ان کے ارشادات عالیہ سننے اور ان سے استفادہ کرنے کے بعد نئی پود اور مادیت زدہ لوگوں کے قلوب و اذہان کی گرہیں کھل سکتی ہیں اور اسلام کے بارے میں پھیلے ہوئے شکوک و شبہات اور غلط فہمیوں کے کانٹے ان کے دماغوں سے نکل سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب

سیمینار کی پہلی نشست میں حضرت علامہ افغانی مدظلہٗ "دورِ حاضر اور اس کی مشکلات کا قرآنی حل" کے عنوان سے جامعہ اسلامیہ کے وسیع ہال میں موتی رول رہے تھے اور دینِ خداوندی کی فوقیت و برتری دوسرے ادیان اور مادی نظریات پر ثابت کر رہے تھے اور دلائل و براہین کے زور سے عالمی مشکلات کا حل فقط قرآن عزیز کو قرار دے رہے تھے تو علماء و خطباء کے ساتھ علومِ جدیدہ کے ماہرین اور مسٹر بھی سر دُھن رہے تھے اور داد و تحسین کے ڈونگرے برسانے میں مصروف تھے۔

بہرحال ہم ایسے اجتماعات کا خیر مقدم کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ملک کے دوسرے اضلاع میں بھی اس قسم کے سیمینار منعقد کئے جائیں گے۔

(سیمینار میں پاس ہونے والی قرار دادیں اور ان پر اظہارِ خیال آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔ وقت کی قلت اور پرچے کی تنگ دامانی ان کو اس اشاعت میں سمیٹنے سے قاصر ہے)

بقیہ: منصبِ نبوّت ۲۶۔اپریل

اور فرضوں سے اٹھ کر معلوم ایسے ہوتا ہے کہ انہی قدموں پر کھڑے ہو کر سنتیں پڑھے گا۔ تو دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے تو گویا نیت کرنے سے روک کر اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ تو جب اُس نے پیچھے دیکھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔ تو کہنے لگے کہ کیا بات ہے حضرت؟ کیا ارشاد ہے؟ تو فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سُنتوں کے لئے جگہ بدل دینی چاہیئے اور تُو اُنہی قدموں پر سُنتیں پڑھنی چاہتا ہے؟ ——— میرا مقصد یہ ہے کہ اِن آداب کی بھی حفاظت کرنی چاہیئے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دین کے علم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل دونوں کی حفاظت میں پوری نگرانی اور پوری محنت سے اپنی زندگی کو لگا دیا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ پاک

کے ہر گوشے کو عملاً محفوظ رکھیں اور علم کی حفاظت کے لئے اُن دینی مدارس کے ساتھ تعاون کریں جن کے اندر دین کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔

دعا اللہ تبارک و تعالےٰ اس دور میں ایمان کے بچانے کی اور صحیح اخلاص کے ساتھ صحیح مسلک پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ: ارشاداتِ مجالسِ ذکر ۲۶راپریل

کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ دل لوگوں سے گھبراتا ہے۔ اور تنہائی میں بیٹھ کر خدا یاد کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اگر کوئی آ جائے تو دل یہی چاہتا ہے کہ یہ جلدی اٹھ کر جائے تاکہ ہم ذکر کریں۔ جتنے بھی اولیاء گذرے ہیں، نوّے فیصد ایسے ہیں کہ فرشِ زمین پر ڈیرا اور آسمان تلے بسیرا ہے۔ وہ عام لوگوں میں رہنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن علمائے کرام ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ نبیوں کی طرح مجبور ہیں کہ عام لوگوں میں رہیں۔ نبی بھی اجازت کے بغیر نہیں نکل سکتے۔ حضرت یونس نکلے تھے۔ اللہ تعالےٰ واپس لے آئے۔ لیکن صوفیاء کہتے ہیں کہ ہم کوئی عالم تھوڑے ہیں۔ ہمارا کیا ہے۔ ننگ دھڑنگ وہ نکل جاتے ہیں۔

قاری محمد شریف قصوری کو صدمہ

مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری و جمعیت علماء اسلام قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف قصوری کے والد محترم ایک عرصہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے ہیں۔ جمیع علماء کرام و قراء حضرات اور مدارس دینیہ کے طلباء و دیگر احباب سے التماس ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی دعا فرمائیں۔

شریکِ غم: قاری حبیب اللہ قصوری مہتمم جامعہ قاسمیہ قصور

ضروری اعلان

بعض حضرات دفتر خدام الدین میں آ کر قاری عطاء اللہ بغدادی کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس وقت آتے ہیں ——

ان حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ قاری عطاء اللہ بغدادی نہ تو پہلے کبھی دفتر خدام الدین کے ملازم تھے اور نہ اب ہیں۔ ادارہ خدام الدین سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی شخص ادارۂ خدام الدین سے متعلق کسی قسم کا لین دین ان سے کرے گا تو وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ (امیر انجمن خدام الدین لاہور)

جامعہ ربانیہ ملتان کی چند خصوصیات

• دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج • اسلامی تربیت کا خاص اہتمام • دیندار اور محنتی اساتذہ • دینی ماحول۔ دیندار والدین کے لئے مژدہ جانفزا ہے کہ جامعہ ربانیہ کے نام سے ایک ادارہ ملتان میں قائم ہوا ہے جس میں جامع تعلیم کا بندوبست ہے۔ اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے بچوں کو چھٹی جماعت میں داخل کرائیں۔ مستحق طلباء کو خصوصی وظائف بھی دیئے جائیں گے۔ کوائف طلب فرمائیں۔

(مہتمم جامعہ ربانیہ معصوم شاہ روڈ نزد المونیم فیکٹری ملتان)

ضرورتِ رشتہ

ایک سیّد خاندان کی کنواری لڑکی کے لئے ایک برسرِ روزگار اور دین دار سید نوجوان رشتہ کی ضرورت ہے۔ مسلک اہلسنت و جماعت اور دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ ز۔ح معرفت نور محمد انور دفتر خدام الدین لاہور

حضرت بلال رضؓ

کا ساتھی چودھویں صدی کا عاشق رسولؐ غازی علم الدین شہید لاہوری ہی تھا۔ جو دشمنِ رسولِ کریم راجپال کو جہنم رسید کر کے اور خود پھانسی کے پھندے کو بوسہ دے کر اپنے کالی کملی والے آقا و مولا پر قربان ہو گیا اور دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے حسینِ عمل کا یہی توشہ پیش کر دیا۔ اس اہم واقعہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس سرفروش کی منظوم مکمل سوانح عمری مصنفہ چوہدری فضل کریم صاحب سندھو چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہے اور یہ اپنے اندر ایک ایسی دردناک اور حیرت انگیز داستان رکھتی ہے جو ہر ایک ذی ضمیر پروانۂ محمدؐ کو پڑھنی چاہیئے واقعی یہ کتاب عاشقانِ رسولؐ کیلئے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ حجم ۲۰۰ صفحات قیمت بمعہ محصولڈاک صرف ۳/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

مفید عام کتب خانہ ساندہ خورد لاہور، پاکستان

دستم

۱۹۴۹ء سے دست و پیچش کا حکمی علاج

دستم (دست و پیچش ختم) اول درجہ کا مقوی معدہ اور آنتوں کو طاقت دینے میں لاثانی ثابت ہو چکا ہے سخت سے سخت اور پرانے سے پرانے اسہال و پیچش کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ اکثر ایک ہی خوراک سے آرام آ جاتا ہے ہیضہ کے دست و قے کو روکنے میں بھی لاجواب ہے جب دست و پیچش کا مریض ہر طرف سے مایوس ہو چکا ہو تو دستم معجزہ دکھاتا ہے۔ پاکستان کی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ، بالکل بے ضرر، زود اثر، طبابت پیشہ اصحاب کی شہرت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ نمونہ چار خوراک ایک ڈبیہ پچاس پیسے، پچاس خوراک پندرہ روپیہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر محصولڈاک پیکنگ معاف۔

سٹاکسٹ: حفیظ اینڈ سنز زینت مارکیٹ چوک بازار ملتان شہر ٹیلیفون نمبر ۳۳۲۰

بچوں کا صفحہ

ہمسایہ پروری کی فضیلت

محمد طاہر جالندھری، لاہور

پیارے دوستو! اقوالِ زریں کے باب اعمال الصالحین میں ایک مفید واقعہ کا ذکر آیا ہے۔ آج کی محفل میں آپ کو وہ واقعہ سنایا جاتا ہے۔ جس سے ہمیں اپنے ہمسائے کی قدر و منزلت اور اس کی مدد کرنے کے بارے میں خداوند قدوس کی خوشنودی کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر حرم شریف میں چند ساعت کے لئے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے ہیں وہ میرے اتنے قریب ہیں کہ ان کی گفتگو آسانی سے سن سکتا ہوں۔ ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ امسال کتنے بندگانِ خدا حج کے لئے آئے۔ دوسرے نے جواب دیا تین لاکھ۔ پہلے نے دوبارہ سوال کیا کہ کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا۔ جواب ملا (سوائے چند ایک کے) کسی کا بھی نہیں۔ جب آپ نے یہ سنا تو سخت مضطرب ہوئے کہ دور دراز سے کتنے لوگ ہزار صعوبتیں اور خرچ برداشت کر کے حج کے لئے آئے مگر کسی کا بھی حج قبول نہ ہوا؟ کیا سب کی نیتوں میں فرق تھا؟ کیا میرا حج بھی ہوا ہوگا کہ نہیں ....؟

آپؒ فرماتے ہیں کہ میں ابھی انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ اتنے میں دوسرا فرشتہ گویا ہوا کہ ہاں البتہ ایک شخص کی بدولت تمام لوگوں کی خطائیں بخش دی گئیں اور باوجودیکہ وہ حج کے لئے نہیں آیا اسے ایک ہزار حج مقبول کا ثواب دیا گیا ہے۔ پہلے فرشتے نے تجسس کے ساتھ سوال کیا کہ ایسا خوش نصیب کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟ دوسرے نے پھر جواب دیا کہ وہ شخص جس کا نام علی بن الموفق ہے دمشق کا ایک غریب موچی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

دل کا عجیب عالم تھا اور اس شخص کو دیکھنے کا شوق حد سے تجاوز کر رہا تھا۔ چنانچہ وہاں سے دمشق پہنچا تو معلوم ہوا کہ واقعی اس نام کا ایک موچی یہاں رہتا ہے۔ اس کا گھر تلاش کر کے آواز دی تو اندر سے ایک بزرگ صورت شخص باہر نکلا۔ میں نے کہا آپ کا نام؟ جواب ملا۔ علی بن الموفق۔ میں نے کہا۔ میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے ایک جگہ لا بٹھایا اور کہا فرمایئے کیا حکم ہے؟ — میں نے تمام واقعہ شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ اس نے کہا۔ آپ کا اسم مبارک کیا ہے؟ میں نے کہا۔ عبداللہ بن مبارکؒ۔ یہ سن کر اس شخص نے ایک نعرہ بلند کیا اور غش کھا کر گر گیا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے کہا۔ مجھے اپنے حالات سے آگاہ فرمایئے اور بارگاہِ خداوندی میں اتنی مقبولیت کا سبب بتایئے؟ اس نے کہا۔ میں گنہگار خدا تعالےٰ کی رحمت سے نوازا گیا یہ صرف اس کی مہربانی ہے وگرنہ بات صرف یہ ہے کہ عرصہ تیس برس سے حج کا شوق دل میں لئے مارا مارا پھرتا رہا مگر چونکہ مفلس بہت تھا اس لئے

بر وقت یہ شوق پورا تو نہ ہو سکا البتہ ہر سال کچھ نہ کچھ رقم حج کی نیت سے پس انداز کرتا رہا تاکہ حج کے خرچ اور بچوں کے نان نفقہ کے قابل رقم جمع ہو جائے تو سعادت حج سے بہرہ ور ہو سکوں۔ امسال میرے پاس تین ہزار درہم جمع ہو چکے تھے جس سے میں حج کر سکتا تھا۔ چنانچہ روانگیٔ حج کی تیاری کے روز گھر میں کچھ نہ پکایا جا سکا۔ میری بیوی نے جو کہ حاملہ تھی مجھ سے کہا۔ کہ ہمسائے کے ہاں سے طعام کی بو آ رہی ہے جاؤ تھوڑا سا مانگ لاؤ۔ میں گیا تو

ہمسائے نے کہا۔ تمہارے لئے یہ کھانا حلال نہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ آپ لوگ اس کے کھانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اے بندۂ خدا! تجھے یہ جان کر دکھ ہوگا اور ہم پر سے پردہ اٹھے گا۔ جب میں نے پھر بھی اصرار کیا تو اس نے کہا کہ قصہ اصل میں یوں ہے کہ میرے بیوی بچے اور میں خود تین راتوں اور دو دنوں سے بھوکے ہیں۔ شرم کے باعث آپ کو بھی نہ بتایا۔ آج بازار میں ایک مرا ہوا گدھا دیکھا تو اس کا کچھ حصہ کاٹ کر گھر لے آیا اور طعام بنایا۔ اب آپ خود ہی کہیں کہ وہ آپ لوگوں کے لئے حلال کیسے ہو۔

جب میں نے یہ سنا تو میرے تن بدن میں اک آگ سی لگ گئی۔ دل نے کہا۔ اس شخص کا حج کیا خاک قبول ہوگا جس کا ہمسایہ بھوک سے تڑپ رہا ہو۔ میں اُلٹے قدموں واپس گیا اور وہ تین ہزار درہم لا کر ہمسائے کے قدموں میں ڈھیر کر دئے۔ میں نے کہا۔ اے بندۂ خدا! اس سے کوئی کاروبار کرو اور بیوی بچوں کا پیٹ بھرو یہی میرا حج ہے۔ چونکہ میری نیت میں خلوص تھا۔ اس لئے پروردگارِ عالم نے میری ایک چھوٹی سی نیکی کا اجر ہزار حج مقبول کی صورت میں دیا۔ یہ اس کی بہت بڑی عنایت ہے۔

عزیز دوستو! آپ نے دیکھا کہ ہمسائے کی مدد کرنے والا شخص خدا کی کتنی مہربانی اور رحمت کا موجب بنا کہ اس کی خلوصِ نیت اور ہمسایہ پروری خدائے رحیم کے نزدیک اتنی مقبول ہوئی کہ تین لاکھ افراد کی بخشش کا باعث بنی۔

ہمیں اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ قرآن و احادیث اور دینی کتب میں ہمسایہ کیساتھ بہتر سلوک کرنے کے بے شمار احکامات درج ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے ہمسایوں کی خبرگیری اور حتی المقدور مدد کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس میں ہمارے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا ہے اور آپ کی اپنی فلاح بھی۔

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

۲۰

۳ مئی ۱۹۶۸ء

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ ۲۴ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷/۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۷-۳۱۰۵۱۵ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

گلدستۂ احادیثِ نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا۔ آپ کے ارشادات سنے۔ آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا۔ آپ کا اتباع کر کے رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے علمِ حدیث آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے جو شخص اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہے وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا۔ گلدستۂ احادیث نبوی میں مختلف مضامین کی سو حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔ کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے تاکہ مسلمان آسانی یاد کر سکیں۔ اور ان پر ایمان لا کر عمل کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے۔

قیمت ۵۰ پیسے محصول ڈاک ۱۵ پیسے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس مختصر سے رسالہ میں ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم کی تشریح و وضاحت نہایت ہی عمدہ اور عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ اگر انسان ان صفات کا مظہر بننا چاہے تو اپنے آپ کو ان کی خصوصیات سے کس طرح متخلق بنائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی صفت کے سامنے کس طرح عبودیت ادا کرے۔
مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کی تصریحات بھی درج ہیں۔
اس رسالہ کے آخر میں ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کی تصدیقی آراء بھی موجود ہیں۔ رسالہ کا حجم سرکاری درسی کتب کے ۳۶ صفحات جتنا ہے کتابت عمدہ

ہدیہ ۴۰ پیسے محصول ڈاک ۱۵ پیسے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

رسالہ موسومہ ضرورۃ القرآن

مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

(۱) دہریت، الحاد اور زندقہ کے مریضوں کا معالج۔
(۲) الہامی استاد اور الہامی قانون (قرآن) کی ضرورت بتلانے والا۔
(۳) عروج و ترقی کے صحیح مفہوم کا ترجمان۔
(۴) مسلمانوں کی ذلت کا اصلی سبب بتلانے والا۔
(۵) مسلمانوں کو حصول عزت کا ذریعہ سمجھانے والا۔
حجم رسالہ سرکاری درسی کتب کے ۴۰ صفحات جتنا ہے کتابت طباعت کاغذ عمدہ

ہدیہ ۴۰ پیسے محصول ڈاک ۱۵ پیسے

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے تاریخ شدہ

قرآن عزیز

بہ تجسیمِ جدید

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ہدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: ...

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵ روپے، محصول ڈاک ۱/- روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی۔

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

... ۱۱-۱۲-۲ ... اذان گٹ لاہور سے شائع ہوا